گوشۂ خاص

ابن امیر شریعت
سیّد عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

شہید
سیّد محمد ذوالکفل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

11 ذوالحجہ ۱۴۳۱ھ —— نومبر ۲۰۱۰ء

کیا ہے آخر زندگی؟

اجنبیت، آشنائی اور پھر لمبی جدائی
کیا ہے آخر زندگی؟
کچھ بھی نہیں
تہمتِ چند سالہ مہلت
اور ہر ہر سال کے
بارہ مہینوں
تین سو پینسٹھ دنوں
اور نصف صد ہفتوں کا غم
کچھ بھی نہیں
دھڑکنوں، سانسوں، نگاہوں کی
ملاقاتوں کے کھُلنے
اور بند ہونے کا غم
کچھ بھی نہیں
اجنبیت کچھ نہیں ہے
آشنائی کچھ نہیں ہے
یہ جدائی کچھ نہیں ہے
کچھ بھی نہیں ہے زندگی
کچھ بھی نہیں!

(ذوالکفل بخاری)

- ظلم رہے اور امن بھی ہو......؟
- فہم ختم نبوت، خط کتابت کورس
- حضرت امیر شریعت اور مجلس احرار اسلام
- مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ کا مسلک

دورِ جدید کے جدید ذرائع ابلاغ
اور تحریک ختم نبوت کے تقاضے

نورِ ہدایت

ارشادِ باری تعالیٰ جل جلالہٗ

''پہلا گھر جو لوگوں (کے عبادت کرنے) کے لیے مقرر کیا گیا تھا وہی ہے جو مکے میں ہے۔ بابرکت اور جہان کے لیے موجبِ ہدایت۔ اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں جن میں سے ایک ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔ جو شخص اس (مبارک) گھر میں داخل ہوا اس نے امن پالیا۔ اور لوگوں پر اللہ کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کا مقدور رکھے وہ اس کا حج کرے۔ اور جو اس حکم کی تعمیل نہ کرے گا تو اللہ بھی اہلِ عالم سے بے نیاز ہے۔''

(آلِ عمران، ۹۶، ۹۷)

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ یعنی عید الاضحیٰ کے دن فرزندِ آدم کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو قربانی سے زیادہ محبوب نہیں اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں اور بالوں اور کھروں کے ساتھ (زندہ ہو کر) آئے گا۔ اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی رضا اور مقبولیت کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ پس اے اللہ کے بندو! دل کی پوری خوشی سے قربانی کیا کرو۔'' (ترمذی)

الآثار

دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم

دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقدس مشن کے لیے جدوجہد کرتے مجھے تیس برس ہو گئے۔ میں نے سب سے پہلے اس امتحان کی مالا اپنے گلے میں ڈالی پھر دوسروں کو دعوت دی۔ لیکن تکلیف ان لوگوں کو ہے جنھیں اس کام میں کبھی سوئی بھی نہیں چبھی۔

اکثر لوگوں کو مجھ سے گلہ ہے کہ:

شاہ جی! یہ کیا بکھیڑا آپ نے شروع کر دیا ہے۔ معاویہ، معاویہ، معاویہ۔ یہ کیا نئی مصیبت ہے؟ میں نے کہا آپ یہ کام نہیں کریں گے تو پھر انتظار کریں اس وقت کا جب اللہ و رسول کے دشمن اور ازواج و اصحاب رسول کے دشمن تم پر گولیوں کی بوچھاڑ کریں گے۔ اور تمہیں چن چن کر قتل کریں گے۔ اس وقت تم مجھے یاد کرو گے۔ تمہیں اندازہ نہیں، اس ملک میں تمہارا رہنا مشکل ہو جائے گا۔ لوگ چوری، قتل، اغوا نہیں چھوڑتے۔ میں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سالے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور علی رضی اللہ عنہ کے رشتہ میں بھتیجے اور امت کے ماموں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو کیسے چھوڑ دوں؟ میں صحابہ کے دامن سے وابستہ ہوں جنہوں نے اللہ و رسول سے وفا کی۔ جو انھیں چھوڑ کر بے وفائی کرے، کائنات میں اس سے بڑا بے غیرت اور دیوث کوئی نہیں۔

(امام اہلِ سنت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

اقتباس خطاب، شورکوٹ، ۱۵؍ دسمبر ۱۹۸۹ء

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 21 شمارہ 11 ذوالحجہ 1431ھ — نومبر 2010ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تشکیل

دل کی بات:	ظلم رہے اور امن بھی ہو....؟	مدیر	2
شذرات:	فہم ختم نبوت خط کتابت کورس	عبداللطیف خالد چیمہ	3
	مجلس احرار اسلام کی ماتحت شاخیں متوجہ ہوں!		
شاعری:	غزل	سعید اختر	5
افکار:	سورج سر پر آن کھڑا ہے	نذیر احمد غازی	6
//	"نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں"	پروفیسر خالد شبیر احمد	9
//	پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	15
مطالعۂ قادیانیت	دورِ حاضر کے جدید ذرائع ابلاغ اور تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت کے جدید تقاضے	مولانا شاہ عالم گورکھپوری	17

گوشۂ خاص

شخصیات:	• حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک حق گو عالمِ دین اور بے باک خطیب	محمد احمد حافظ	19

بیاد: ذوالکفل بخاری شہید

//	• ترے خط کھول کر بیٹھا ہوا ہوں	ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان	24
//	• دھیمے لہجے کی وہ آواز......	سید خالد جاوید مشہدی	27
//	• "تمھاری یادیں بسی ہیں دل میں"	شعیب ودود	29
نقد و نظر:	حضرت امیر شریعتؒ اور مجلس احرار اسلام	ڈاکٹر محمد عمر فاروق	33
//	سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک	سید محمد کفیل بخاری	40
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب	محمد عابد مسعود ڈوگر	46
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	48
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	57

www.ahrar.org.pk
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: التشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

فیضانِ نظر
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی
ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیرِ مسئول
سید محمد کفیل بخاری
kafeel.bukhari@gmail.com

رفقائے فکر
عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید صبیح الحسن ہمدانی
sabeeh.hamdani@gmail.com
سید عطاء المنان بخاری
atabukhari@gmail.com

تزئین
الیاس تبیل، حافظ محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر
محمد یوسف شاد 0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ
اندرون ملک ——— 200/- روپے
بیرون ملک ——— 1500/- روپے
فی شمارہ ——— 20/- روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100
بینک کوڈ 0278 یو بی ایل چوک مہربان ملتان

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎ 061-4511961

دل کی بات
مدیر

”ظلم رہے اور امن بھی ہو“......؟

ایمنیسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ کے مطابق ”کراچی اور بلوچستان میں ٹارگٹ کلنگ ہو رہی ہے“۔ روشنیوں اور امن کے شہر کراچی میں بے گناہ شہریوں اور اہم شخصیات کا قتل معمول بن گیا ہے۔ علماء، سیاست دان، تاجر، صحافی، سماجی شخصیات اور عام شہری سبھی اس ظلم کا شکار ہوئے ہیں۔ وہ کون لوگ ہیں جو اس گھناؤنے جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں؟ حکمران ان لوگوں سے بخوبی واقف ہیں۔ ان کے ماضی، حال اور مستقبل کے کردار و عزائم حکومت سے پوشیدہ نہیں۔

اب بزرگوں کے مزارات پر بھی بم دھماکے شروع ہو گئے۔ حضرت علی ہجویری، بری امام، عبداللہ شاہ غازیؒ، اور اب حضرت بابا فرید رحمہم اللہ کے مزارات پر دھماکے، کس ایجنڈے کے تحت، کون کر رہا ہے اور کون کروا رہا ہے؟ اس کا کھوج لگانا، مجرموں کو گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچانا اور امن قائم کرنا حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ مگر حکمرانوں کی طرف سے روایتی لکھے لکھائے مذمتی بیانات کے سوا کوئی عملی اقدام نہیں کیا گیا۔ دوسری طرف ایک مذہبی طبقہ محض مسلکی تعصب کی بنیاد پر حلقۂ دیوبند کو ان کارروائیوں کا ذمہ دار قرار دے کر فرقہ واریت کی آگ بھڑکا رہا ہے۔

بعض ذمہ دار حلقوں کے مطابق:

بدنام زمانہ عالمی دہشت گرد تنظیم بلیک واٹر کے دہشت گرد پاکستان میں یہ کارروائیاں کر رہے ہیں۔ اور ہر واقعے کے بعد اس کی ذمہ داری پاکستانی طالبان پر ڈال کر فائل بند کر دی جاتی ہے۔ عالمی استعمار اور دہشت گرد پاکستان کو عراق بنانا چاہتے ہیں اور ایسی کارروائیوں کے ذریعے پاکستان میں فرقہ وارانہ فسادات کی آگ بھڑکانا چاہتے ہیں۔ ڈرون حملوں کے نتیجے میں سینکڑوں بے گناہ پاکستانی شہری موت کی وادی میں جا چکے ہیں۔ اور ہمارے حکمران امریکہ سے معذرت خواہانہ احتجاج سے آگے نہیں بڑھ رہے۔

لاپتہ افراد کی ایک طویل فہرست ہے۔ ان کے بچے اور دیگر لواحقین آئے روز اسلام آباد کی سڑکوں پر آہ و فغاں کرتے نظر آتے ہیں۔ مگر لاپتہ مظلوموں کا کوئی سراغ نہیں ملا۔

منہ زور مہنگائی، بے روزگاری کے سیلاب اور دہشت گردی کے عفریت نے عوام کی زندگی اجیرن کر دی ہے۔ بجلی ہر مہینے مہنگی ہو رہی ہے۔ گیس اور پیٹرول کی نرخ مسلسل بڑھ رہے ہیں۔ بجلی کی لوڈ شیڈنگ کے بعد سی این جی سٹیشنز بھی ہفتے میں دو دن بند رہنے لگے ہیں۔ نوکر شاہی کی بد دیانتی اور لوٹ مار عروج پر ہے۔ پولیس کے مظالم روز افزوں ہیں۔ حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ ”اللہ تعالیٰ ظالم کی حکومت کو کسی، صورت قبول نہیں کرتا۔“ حکمران امن چاہتے ہیں تو ظلم بند کر دیں۔ ورنہ حالات مایوسیوں اور خانہ جنگی کی طرف تیزی سے بڑھ رہے ہیں اور ملک کی سلامتی سوالیہ نشان بن گئی ہے۔ بقول حبیب جالب:

ظلم رہے اور امن بھی ہو
کیا ممکن ہے تم ہی کہو

فہمِ ختم نبوت خط کتابت کورس

عبداللطیف خالد چیمہ *

برصغیر میں انگریز سامراج کے گہرے تسلط کے خاتمے، عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لئے ۱۹۲۷ء میں مجلس احرارِ اسلام کے قیام کا مشورہ ہوا، ۱۹۲۹ء میں باقاعدہ قیامِ عمل میں لایا گیا، ۲۱ تا ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۴ء قادیان میں شعبۂ تبلیغ، تحفظ ختم نبوت کے نظم میں ''ختم نبوت کانفرنس'' کا انعقاد کر کے منکرین ختم نبوت کو بے نقاب کیا گیا، عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کا فریضہ ادا کرنے کے لئے ۱۹۳۴ء اور ۱۹۵۳ء کی تحاریک کو جنم دیا اور قائدانہ کردار ادا کیا۔ جب کہ ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحاریک میں بھی بھرپور حصہ لیا اور نہایت مؤثر جدوجہد کی اور اس کام کو دنیا میں پھیلایا۔ اب ایک ذریعہ یہ اختیار کیا گیا ہے کہ طلباء اور پڑھے لکھے افراد تک گھر بیٹھے رسائی حاصل کر کے انھیں اِس کام کی آگاہی دی جائے نیز ختمِ نبوت کورسز کا ایک نیٹ ورک قائم کیا جا رہا ہے جس کا دائرہ اِن شاء اللہ تعالیٰ دنیا کے ہر اُس خطے تک پھیل جائے گا جہاں جہاں قادیانیت پہنچی ہے۔

تلہ گنگ مجلس احرارِ اسلام کا قدیم مرکز ہے مرکزی دفتر اور مرکزی قیادت کے مشورے اور تعاون سے یہاں سے ملک بھر کے لئے ایک فہمِ ختمِ نبوت خط کتابت کورس شروع کیا جا رہا ہے۔ اِس کورس کے اغراض ومقاصد عقیدۂ ختمِ نبوت کا تحفظ، نسلِ نو کو انکارِ ختمِ نبوت کے فتنوں سے آگاہی، عصر حاضر میں تحفظ ختمِ نبوت کے تقاضوں کے مطابق ذہن سازی، عصری و دینی تعلیمی اداروں اور پڑھی لکھی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں اور عامۃ الناس کو دین وملت اور مسلمانوں کے خلاف قادیانی ریشہ دوانیوں سے آگاہی، رجال کار کی تیاری اور دنیا کے بدلتے ہوئے حالات کو ملحوظ رکھ کر ذہن سازی، بین الاقوامی طاقتیں لابیاں اور ادارے کس طرح ہمارے وطن وسیاست پر اثر انداز ہو رہے ہیں اور قادیانیوں کی پُشت پناہی کے جال کیسے بُنے جا رہے ہیں؟ شعبۂ صحافت اور جدید ذرائع ابلاغ سے آگاہی ہے۔ کورس کا آغاز ان شاء اللہ تعالیٰ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ جنوری ۲۰۱۱ء سے ہوگا۔ سادہ کاغذ یا ذاتی لیٹر پیڈ پر درخواست بنام فہمِ ختمِ نبوت خط کتابت کورس (دفتر مجلس احرار اسلام جامع مسجد سیدنا ابوبکر صدیق ''رضی اللہ عنہ'') محلّہ صدیق اکبر، تلہ گنگ (غرب) ضلع چکوال کے پتہ پر ارسال کر دی جائے اور ضروری معلومات کے لئے ڈاکٹر محمد عمر فاروق (0300-5780390) یا مولانا تنویر الحسن (0300-4716780) سے ہی رابطہ کیا جائے۔

* مرکزی ناظمِ اعلیٰ مجلس احرارِ اسلام پاکستان

کورس کے کُل چار یونٹ (حصے) ہوں گے۔ ہر یونٹ چھ ہفتے کا ہوگا اور مکمل دورانیہ چھ ماہ کا ہوگا۔ الحمد اللہ اِبتدائی اعلان سے اب تک ملک بھر سے توقع سے زیادہ حضرات نے اپنی رجسٹریشن کروائی ہے اور یہ سلسلہ مسلسل جاری ہے۔ خواتین وحضرات سے درخواست ہے کہ کورس میں شرکت فرمائیں خصوصاً عصری و دینی وتعلیمی اداروں میں اس کورس کی اہمیت کو اُجاگر فرمائیں اور روزِ محشر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے مستحق بنیں، اللہ تعالیٰ آپ اور ہم سب کے حامی وناصر ہوں آمین، یارب العالمین!

مجلس احرارِ اسلام کی ماتحت شاخیں متوجہ ہوں!

مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے دستور کے مطابق جدید رکنیت ومعاونت سازی کا عمل اِن شاء اللہ تعالیٰ ۲۰ رنومبر ۲۰۱۰ء سے شروع ہو رہا ہے جو کم وبیش تین ماہ تک جاری رہے گا۔ جملہ ماتحت شاخوں اور اُن کے ذمہ داران سے تاکیدی گزارش کی جاتی ہے کہ وہ بلا تاخیر رکنیت ومعاونت سازی کے فارم مرکزی دفتر ملتان سے حسبِ ضرورت طلب کر کے رکنیت ومعاونت سازی کا باضابطہ آغاز کردیں۔ جدید رکنیت ومعاونت سازی اور مقامی وعلاقائی جماعتوں کی تنظیم سازی اور مقامی وعلاقائی انتخابات کیلئے جماعت کے مرکزی نائب ناظم مولانا محمد مغیرہ (0301-3138803) کو لاہور میں امیر مرکزیہ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ العالی کی زیر صدارت مرکزی مجلس عاملہ کے ایک ہنگامی اجلاس میں نگران وناظمِ انتخابات ورکنیت سازی مقرر کیا گیا ہے۔ لہذا وہ ملک بھر میں اپنے نامزد کردہ معاونین کے ذریعے دستور کے مطابق اِس عمل کو مکمل کریں گے۔ اس کے لئے اِن شاء اللہ تعالیٰ نومبر میں جملہ ماتحت شاخوں کو تفصیلی سرکلر بھی جاری کردیا جائے گا۔ امید ہے کہ مقامی جماعتوں کے تمام ذمہ داران رکنیت ومعاونت سازی اور پھر مقامی وعلاقائی انتخابات کے عمل کو جماعتی روایات کے مطابق شروع کر کے تکمیل تک پہنچائیں گے تاکہ حسبِ دستور مرکزی انتخابات بھی وقت پر ہوسکیں اور ساتھی نئے عزم وہمت اور استقلال کے ساتھ جماعتی نظم کو آگے بڑھا سکیں۔ اللہ تعالیٰ آپ اور ہم سب کو پہلے سے زیادہ منظم ہو کر غلبۂ دین اور جماعت کی ترقی واستحکام کے لیے اخلاص کے ساتھ کام کی توفیق سے نوازے آمین، یارب العالمین!

غزل

میجر (ر) محمد سعید اختر

دیدہ ور رشتۂ ابر و گہر جانتے ہیں
سجدہ ریزی کا مزہ نجم و شجر جانتے ہیں

سقف و دیوار سے پیدا ہیں عمارات فقط
پیار و ایثار کا مسکن ہو تو گھر جانتے ہیں

خود بخود ٹوٹ کے زنجیریں گرا کرتی ہیں
پائے اثبات کا جب لوگ ثمر جانتے ہیں

توڑ دیتی ہے یہ اک آن میں صدیوں کا جمود
دلِ بیدار سے نکلی ہوئی آہِ سحر جانتے ہیں

پیار رکھتے ہیں گُلوں سے مگر اے جانِ وفا
ہم تو کانٹوں میں بھی جینے کا ہنر جانتے ہیں

بہہ نکلتے ہیں جو پتھر سے بھی اکثر دریا
ہم اسے معجزۂ دیدۂ تر جانتے ہیں

ہر زماں باندھ کے رکھتے ہیں وہ ساماں اختر
اہلِ دانش کہ جو آدابِ سفر جانتے ہیں

سورج سر پر آن کھڑا ہے

جسٹس (ر) نذیر احمد غازی

ہمارے ملک کی سیاست میں جس منفی انداز نے جنم لیا ہے وہ انداز نہایت ہی بے برکت اور خطرناک ہے۔ پگڑی اچھالنا ایک محاورہ سنا تھا مگر یہ محاورہ اب عمل کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ اب تو پگڑی اچھالنے سے لے کر جوتی اچھالنے تک بات جا پہنچی ہے اور اپنے سیاسی مخالف کے لیے ہمارے سیاسی لوگ جس زبان اور انداز گفتگو کو منتخب کرتے ہیں وہ بہت ہی نا پسندیدہ اور نامعقول ہوتا ہے۔ سردست ہمیں تازہ ترین وارداتِ لندن پر کچھ عرض کرنا ہے۔ ہمارے وطن عزیز کے ایک مستعفی صدر پرویز مشرف صاحب آج کل لندن میں نہایت سرگرم زندگی گزار رہے ہیں۔ وہ پاکستان کے اقتدار پر بزور بندوق ۹ سال تک بلاشرکت غیرے قابض رہے۔ اپنی پسند کے مطابق پاکستان کی تاریخ وجغرافیہ ادھیڑتے اور سیتے رہے۔ قسمت کا لکھا غالب آیا۔ بیرونی آقایان نعمت نے اشارہ کیا کہ بس اب تم پرانے اور ناکارہ کارتوس ہو گئے ہو، ہم نیا وفادار لا رہے ہیں۔

مشرف نے فوراً تعمیل حکم کی اور پھر دیار فرنگ میں جا ڈیرے جمائے، کچھ عرصہ تک خاموش رہے، پھر نجانے خواب میں کیا دیکھا۔ پرانی یادیں تازہ ہوئیں اور ایک نئی مسلم لیگ بنانے کا اعلان کر دیا۔ اب وہ ایک سیاسی شخصیت بن کر سامنے آ رہے ہیں۔ اپنے نئے روپ میں انھوں نے جو انداز گفتگو اپنایا ہے وہ بہت ہی غیر ذمہ دارانہ ہے بلکہ ملک کے وقار کے لحاظ سے دیکھا جائے تو بہت ہی نامعقول اور خطرناک ہے، وہ پاک فوج کے ایک ذمہ دار ملازم رہے ہیں اور پھر ایک نہایت ہی ذمہ دار عہدۂ صدارت پر فائز رہے ہیں۔ لیکن انھوں نے کشمیر کے بارے میں جو کچھ کہا وہ نہایت ہی مجنونانہ حرکت ہے۔ انھوں نے کہا کہ مقبوضہ کشمیر میں پاکستانی حکومت کے حمایت یافتہ اور تربیت یافتہ حالات خراب کرتے ہیں اور تحریک آزادی کشمیر میں پاکستانی حکومتیں ملوث رہتی ہیں۔ بھارت نے ان کے اس بیان کو اپنی پاک دامنی، مظلومیت اور اپنی سچائی کا سب سے بڑا گواہ قرار دیا ہے۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

پاکستان کے ایک بہت بڑے سیاسی نصب العین کو اس بیان نے شدید نقصان پہنچایا۔ قائداعظم نے تو کشمیر کو وطن پاک کی شہ رگ کہا ہے۔ یہ بہت ہی حساس مسئلہ ہے، اس حساس مسئلے پر بدحواسی میں بیان دینا یا تو ہذیان کی کیفیت کا

پتہ دیتا ہے یا کسی گہری بدنیتی کا غماز ہے اور یہی بات زیادہ درست معلوم ہوتی ہے کیونکہ جناب مشرف نے اپنے دور میں کشمیر سے متعلقہ اہم امور ان لوگوں کے ہاتھ میں دیے تھے جن لوگوں کی نیت ۱۰۰ فیصد خرابی کا شکار تھی۔ ان بین الاقوامی سازش کاروں میں سرفہرست مسٹر طارق عزیز کا نام آتا ہے۔ مسٹر طارق عزیز مشرف دور میں بین الاقوامی امور عموماً اور کشمیر امور خصوصاً اپنے زیر تصرف رکھتے تھے۔ ابھی تازہ ترین اطلاعات جو مسٹر رضا ہراج سابق وزیر مملکت برائے قانون و پارلیمانی امور نے ٹی وی پر فراہم کی ہیں ان کے مطابق اب بھی کشمیر سے متعلق امور مسٹر طارق عزیز ہی سرانجام دے رہے ہیں۔ کشمیر بالکل ایک ایسا مسئلہ ہے جو پوری دنیائے کفر کے دل میں کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے۔ اسلام دشمن منصوبے کے مطابق یہاں پر دین پرستی کے قلع قمع کے لیے ایک ملحدانہ دلآویز مذہبی عنصر کو غالب کرنا چاہتے ہیں۔ اس نئے پروگرام میں قادیانی ریاست کے لیے بہت ہی احسن طریقے سے راہ ہموار کی جارہی ہے۔

مسٹر طارق عزیز ایک معروف قادیانی ہیں اور مشرف دور میں قادیانیوں کی حد درجہ سرپرستی کی گئی۔ اس سلسلے میں ملک کے اہم ترین اور ذمہ دار اداروں میں کلیدی مناصب پر قادیانیوں کو فائز کر دیا گیا۔ لوگ اس مسئلے کو محض ایک مذہبی جنون یا مولویانہ سوچ قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ ایک سیاسی وقومی مسئلہ ہے۔ یاد رہے کہ قادیانی تو اپنے فکر وعمل میں بہت ہی پختہ ہیں۔ سر ظفر اللہ سابق وزیر خارجہ پاکستان نے قائداعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔ لیکن جب سر ظفر اللہ کی اس حرکت پر وقتاً فوقتاً اظہار نفرت ہوا تو موجودہ دور کے قادیانی لوگوں نے اپنا انداز بدل لیا ہے۔ اب وہ اپنے دھرم کا اظہار بھی نہیں کرتے بلکہ خاموشی سے حکومتی اور مقتدر طبقوں میں اپنا اثر ورسوخ بڑھاتے رہتے ہیں۔

قادیانیوں کے نزدیک قادیان کی حیثیت مکہ شریف اور مدینہ شریف کی طرح ہے۔ اس لیے وہ بھی اکھنڈ بھارت کے حامی ہیں۔ امریکہ کے اپنے مفاد ہیں۔ بین الاقوامی اسلام دشمن طاقتیں پاکستان کے سر پر ایک نیا اسرائیل بٹھانا چاہتی ہیں۔ اس لیے کفر کی سازشی مشینوں کے تمام پرزے حرکت میں آگئے ہیں، بہت ہی گہری سازش ہے۔

قادیانیوں کا لباس تو مذہب ہے لیکن ان کا وجود کفر والحاد ہے۔ اس لیے کشمیر کو قادیانی ریاست بنا کر سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلایا جائے گا کہ پاکستان تو اب ناکام ریاست بن گئی ہے، لو اب ہم نے تمہارے رہنے کے لیے نئی مذہبی ریاست بنادی ہے۔ اس لیے ''کشمیر ہمارا ہے اور سارے کا سارا ہے'' ایسے نعرے اور جذباتی نعرے لگانا بند کر دو۔ بھارت مسلسل جارحیت اور مسلم کشی کے بعد تھک ہار بیٹھا ہے۔ اب اس نے اندرون خانہ بین الاقوامی بساط پر سازش کے چہرے بچھائے ہیں۔ ان میں سے ایک چہرہ ایوان صدر میں فروکش مسٹر طارق عزیز ہے جس کا کوئی سیاسی نسب ہے اور نہ ہی اس کا حلقہ شریفاں سے کوئی تعلق ہے۔

اچھی شہرت کے مالک سابق وزیر مملکت نے ایک ٹی وی پروگرام میں انکشاف کیا، میر ظفر اللہ جمالی کو کروڑوں ڈالر رشوت لے کر ہٹایا گیا تھا اور یہ ڈالر اس وقت کے ایک وزیر نے بطور رشوت پیش کی تھی لیکن چونکہ وزیر اعظم شوکت عزیز بن گئے تھے اس لیے مسٹر طارق عزیز کے گھوڑے ناکام رہے تھے۔ لہٰذا طارق عزیز نے یہ رقم اسی خواہشمند وزیر کو واپس کر

دی تھی۔ یہ ہے بین الاقوامی سازش کا آلۂ داخلہ جس نے ہماری ملکی اقدار اور قومی وقار کا منہ چڑایا ہے۔ کیا کوئی ادارہ اتنا طاقتور ہے کہ ان قوم فروش سازشیوں کا راستہ روک لے۔ حکومتوں کو کمزور کرنے اور ملکی خارجہ پالیسیوں کو رسوا کرنے کے ذمہ داروں کے گلے میں پھندہ ڈالنے والے کون سے ادارے ہیں؟ ۱۷ کروڑ عوام کو مبتلائے عذاب کرنے والوں پر عبرت کے تازیانے کون برسائے گا۔ افسوس ناک مرحلہ تو یہ ہے کہ مشرف اور اس کے حلقہ بگوشوں نے دین و وطن کی رسوائی کا خوب سامان کیا، اب بھرا میلہ اجاڑا۔

ایک امریکی اہلکار کے فون پر وطن فروشی کا اہتمام کیا اور پھر سنگھاسن ڈولتا دیکھ کر دیارِ فرنگ میں پناہ لی اور اب نجانے کس امید پر پاکستانی سیاست کے اکھاڑے میں اتر رہے ہیں۔ جناب مشرف اپنی ذات کو مستقبل کا ایک سیاسی رہنما تصور کرتے ہیں لیکن ان کا طرزِ تکلم بہت ہی عامیانہ بلکہ سوقیانہ ہے جو نہایت ہی قابلِ تعجب اور صدماتی ہے۔ اگر ماضی میں ان سے اچھے کام نہیں ہو سکے تو کم از کم بات تو اچھے طریقے سے کریں۔

آخر میں ملک بھر کی سیاسی اور مذہبی قیادتوں سے نہایت دردمندانہ گزارش ہے کہ وہ مسٹر طارق عزیز کی ریشہ دوانیوں کو معمول کی بات نہ سمجھیں ورنہ کشمیر کا فیصلہ اس انداز سے کر دیا جائے گا کہ پاکستانی عوام کا پانی بھی بند ہوگا اور مذہبی طور پر سانس بھی بند کر دیا جائے گا اور قادیانیوں کو اقلیت قرار دیے جانے والے فیصلے کا منہ چڑایا جائے گا۔

سورج سر پر آن کھڑا ہے
تم تو اب تک سوئے ہو

بلا تبصرہ

سنی اتحاد کونسل کا کنونشن سیاسی رنگ اختیار کر گیا، نمازِ ظہر کا وقفہ بھی نہ ہوا، کھانے کی تقسیم کے دوران چھینا جھپٹی

اسلام آباد (رانا غلام قادر) سنی اتحاد کونسل کے زیرِ اہتمام جناح کنونشن سنٹر اسلام آباد میں ہونے والا کنونشن سیاسی رنگ اختیار کر گیا۔ ☆ کنونشن کی کاروائی ساڑھے گیارہ بجے شروع ہو کر شام ۴ بجے تک جاری رہی۔ ☆ شرکاء نے نمازِ ظہر کا وقفہ نہیں کیا البتہ بعض شرکاء کی جانب سے یہ تقاضا کیا گیا کہ نمازِ ظہر کے لیے وقفہ کیا جائے تاہم اس وقت دلچسپ صورتحال پیدا ہوگئی جب ایک شخص نے سٹیج انتظامیہ کی اجازت کے بغیر لاؤڈ سپیکر پر اذان کی ادائیگی شروع کر دی تاہم اذان کے باوجود نماز کا وقفہ نہیں کیا گیا اور مؤقف اختیار کیا گیا کہ سفر میں ظہر اور عصر کو اکٹھے ادا کرنے کی اجازت ہے۔ ☆ مدارس کے طلبہ نے رضا کاروں کی ایک تنظیم بنا کر سکیورٹی کے انتظامات سنبھالے ہوئے تھے۔ ☆ کنونشن سنٹر کا ہال اور گیلریاں کھچا کچھ بھری ہوئی تھیں۔ ☆ کنونشن میں ایک خاتون بھی شریک ہوگئیں اور کافی دیر تقاریر سننے کے بعد ہال سے گئیں۔ ☆ پیر افضل قادری نے صاحبزادہ فضل کریم کی قیادت پر اتفاق رائے کے لیے ہاتھ کھڑے کرائے اور کہا کہ ہم سب ان کی بیعت کرتے ہیں۔ ☆ کھانا تقسیم ہوا تو چھینا جھپٹی شروع ہوگئی اور شرکاء نے کھانا کھا کر دور دور تک خالی لنچ بکس پھینک دیے۔ (روزنامہ ''جنگ'' ملتان، ۱۸؍ اکتوبر ۲۰۱۰ء صفحہ ۱۲)

''نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں''

پروفیسر خالد شبیر احمد*

غالب کے اس مصرع میں تو پھر بھی باگ اور رکاب کا ذکر موجود ہے۔ لیکن ہمارے ملک کے اربابِ اختیار، اقتدار کے جس گھوڑے پر سوار ہیں وہاں تو نہ کہیں باگ موجود ہے نہ رکاب، اقتدار کا یہ گھوڑا سرکش بھی ہے اور مخمور و مدہوش بھی۔ ظاہر ہے کہ ایسے گھوڑے پر سوار ''منزلِ مقصود تک کیسے پہنچ پائیں گے؟'' اور اگر منزلِ مقصود سرے سے کوئی ہو ہی نہ، تو معاملہ اور بھی سنگین اور ہولناک ہو جاتا ہے اور کہنا پڑتا ہے ''انا للہ وانا الیہ راجعون۔'' تفصیل اس تمہید کی درج ذیل ہے ملاحظہ فرمائیں۔

افغانستان کے بارے میں مشہور ہے کہ وہاں ریلوے کا کوئی نظام نہیں لیکن کابینہ میں ریلوے کا وزیر ضرور ہوتا ہے یہ بات شاید کسی ذہن کی اختراع ہو اس کا تو امکان موجود ہے لیکن ہمارے ملک کے اندر ایسا ہی ہے۔ ہمارے ہاں نہ تو کوئی قانون ہے اور نہ ہی قانون نافذ کرنے والے ادارے، البتہ وزیر قانون ہیں اور ایسے ہیں کہ پٹھے پر ہاتھ نہیں دھرنے دیتے۔ للکارتے بھی ہیں اور دندناتے بھی ہیں۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاؤں زمین پر نہیں وہ ہمیشہ فضا میں اڑتے نظر آتے ہیں۔ انھیں ملک کی لاقانونیت تو نظر نہیں آتی لیکن دوسروں کے عیب بہت نظر آتے ہیں۔ خاص طور پر انھیں عدلیہ کی آزادی تو ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ عدلیہ کا نام سنتے ہی ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا ہے، نتھنے پھول جاتے ہیں اور آنکھوں سے غصہ جھلکنے لگتا ہے۔ لیکن کمال یہ ہے کہ اس کے باوجود لبوں پر مسکراہٹ سی پھیل جاتی ہے۔ یعنی وزیر قانون صاحب کو یہ کمال حاصل ہے کہ وہ غصے کی بات مسکرا کر کرتے ہیں اور دیکھنے والے ان کے غصے کو کوئی اہمیت نہیں دیتے بلکہ ان کی مسکراہٹ کے اسیر ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ان کی مسکراہٹ کے اسیروں میں بڑے بڑے نام ہیں۔ فوزیہ عبدالوہاب (جو ماشاء اللہ ترقی کرتے کرتے فوزیہ عبدالوہاب سے فوزیہ وہاب ہو گئیں ہیں جس سے ان کے دینی شعور کا پتہ چلتا ہے) سے لے کر صدر ریاست تک ان کی مسکراہٹ کے اسیروں میں شامل ہیں۔ بلکہ ہمارے صدر ریاست تو ان کی مسکراہٹ پر قربان ہو ہو جاتے ہیں اور ان پر داد و تحسین کے ڈونگرے برسانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ یہی بات وزیر قانون کی حوصلہ افزائی کا باعث ہے اسی لیے تو وہ بڑی فضول بات کو بھی بڑے اعتماد کے ساتھ کرتے ہیں اور اب تو انھوں نے لاکھوں دے کر وکلاء کو بھی فتح کر لیا ہے اور وکلا ان کے بھرّے میں آ کر عدلیہ پر حملہ آور ہیں۔ تاکہ سپریم کورٹ میں زیر نظر مقدمات میں فیصلے سوچ سمجھ کر کیے جائیں۔ ورنہ جو کچھ لاہور میں ہوا ہے اسلام آباد میں بھی ہو سکتا ہے۔

* مرکزی نائب امیر مجلس احرارِ اسلام پاکستان

یہی وجہ ہے کہ وزیر موصوف زمین پر نہیں آسمان پر رہتے ہیں۔ ان کی خدمت میں ایک شعر پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔ ''گر قبول افتدز ہے عز و شرف''

اونچا اڑو تو دوستو یہ بھی رہے خیال
پستی بھی ساتھ ساتھ ہے ان رفعتوں کے ساتھ

بات یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی۔ دنیا میں یہ اعزاز بھی ہمارے ملک کو ہی حاصل ہے کہ یہاں بجلی کا کہیں نام و نشان تک نہیں مگر بجلی کے وزیر موجود ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ جب سے بجلی غائب ہوئی ہے وہ بھی پردہ نشیں ہو گئے ہیں۔ اقتدار میں آنے سے پہلے ٹی وی پر انھیں اکثر دیکھا کرتے تھے۔ عوام کی خدمت کا جذبہ ان کی تقریروں میں وافر موجود ہوتا۔ آمریت پر تابڑ توڑ حملے کرتے۔ ان کی تقریریں ایک سماں باندھ دیتی تھیں۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ قوم کا غم انھیں کھائے جا رہا ہے۔ لیکن اب اقتدار میں آنے کے بعد نظروں سے یوں اوجھل ہوئے ہیں کہ دیکھنے کو آنکھیں ترستی رہیں۔ بجلی کی طرح وزیر بجلی بھی عوام کی نظروں سے اوجھل ہی رہتے ہیں کہ عافیت اسی میں ہے اور ہم ان کے دیدار کو جب ترستے ہیں تو غالب کے یہ شعر پڑھ کر گزارا کر لیتے ہیں۔

دل کو نیازِ حسرتِ دیدار کر چکے　　دیکھا تو ہم میں طاقتِ دیدار بھی نہیں
ملنا تیرا اگر نہیں آساں تو سہل ہے　　دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں

اور یہی حال وزیر خوراک کا ہے۔ وزیر تو موجود ہے ملک میں خوراک نہیں۔ خوراک اب کھانے کی نہیں صرف دیکھنے کی چیز ہے۔ مہنگائی نے وہ رنگ جمایا ہے کہ زندگی بے رنگ ہو کے رہ گئی ہے۔ چینی غائب، گوشت ندارد، آٹا عنقا، دال کا نام سنتے ہی وہ مثل یاد آ جاتی ہے ''یہ منہ اور مسور کی دال'' کھانے کے لیے غم رہ گئے ہیں اور پینے کے لیے پانی تک نہیں۔ صرف آنکھوں کے آنسو ہی کام آتے ہیں۔

ہمارے ملک کے وزیر داخلہ بھی ایک ایسی شخصیت ہیں جنھیں ایک ادارہ بھی کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ مگر ان کے اوسان پر ہر وقت طالبان ہی سوار رہتے ہیں۔ انھیں پاکستان میں ''بلیک واٹر'' نامی تنظیم نظر نہیں آتی۔ اسمبلی میں بھی وہ یہی ارشاد فرما چکے ہیں کہ ہمارے ملک میں ''بلیک واٹر'' نام کی کوئی تنظیم نہیں ہے حالانکہ اس تنظیم پر اب تو مارکیٹ میں کتابیں بھی آ چکی ہیں اور میری اطلاع کے مطابق ایک کتاب اسمبلی میں پیش بھی کی جا چکی ہے۔ اس کے باوجود وزیر داخلہ ''نہیں ہے، نہیں ہے'' کی رٹ لگائے جا رہے ہیں۔ جب بھی خود کش حملہ ہوتا ہے۔ وزارت داخلہ سے اعلان ہوتا ہے کہ طالبان کے خلاف جنگ جاری رہے گی۔ سوال یہ ہے کہ یہ جنگ کب تک جاری رہے گی؟ وزیر داخلہ یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ اسرائیل اور امریکہ کی امداد کے بل بوتے پر طالبان کو شکست دینے کی قدرت رکھتے ہیں؟ امریکہ اور نیٹو تو طالبان سے مذاکرات کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔ امریکہ افغانستان سے واپسی کا محفوظ اور باعزت راستہ تلاشتا پھرتا ہے مگر اسے کچھ سجھائی

نہیں دیتا۔ ادھر آپ کوئلوں کی دلّالی میں منہ کالا کر رہے ہیں۔ پاکستان کا امن تباہ ہوگیا ہے۔ عام شہری کی زندگی بھی غیر محفوظ ہوگئی ہے۔ قیامِ امن وزارتِ داخلہ کی ذمہ داری ہے جس میں وہ سو فیصد ناکام ہے۔ آخر امن کیسے قائم ہوگا؟

لوگ کہتے ہیں کہ امریکہ بہادر کا بدمعاش اسرائیل ہے اور امریکہ نے دنیا میں اپنی چودھراہٹ برقرار رکھنے کے لیے اسرائیل سے کام لیا ہے۔ میرا مؤقف یہ ہے کہ امریکہ اسرائیل کا ایجنٹ ہے اور جو کچھ امریکہ دنیائے اسلام کے خلاف کرتا ہے وہ اسرائیل کی ہدایت پر کرتا ہے۔ اسرائیل نہیں چاہتا کہ پاکستان جو ایک ایٹمی قوت بھی ہے یہاں پر امن قائم ہو یا پھر کوئی ایسی تحریک نشو ونما پائے جو اسلام کی حکمرانی کا باعث بنے۔ کیونکہ اسلام کی حکمرانی پاکستان یا دنیا کے کسی بھی ملک میں اسرائیل اور اسرائیل نواز ملکوں جن میں امریکہ سرفہرست ہے کے لیے موت کے مترادف ہے۔ ثبوت کے طور پر افغانستان میں اسلامی حکومت کی تباہی و بربادی بطور دلیل پیش کی جاسکتی ہے۔

میرے اس مؤقف کی تائید میں سابق وزیر داخلہ جناب فیصل حیات کا وہ انٹرویو پیش کیا جاسکتا ہے جو انھوں نے پچھلے ماہ ARY کے چینل سے معروف اینکر جناب کاشف عباسی کو دیا۔ انٹرویو میں سابق وزیر داخلہ نے بڑے اعتماد کے ساتھ اس بات کا انکشاف کیا کہ:

> ''جنرل پرویز کے دور میں دو متوازی حکومتیں کام کر رہی تھیں بظاہر اس حکومت کی سربراہی تو جنرل پرویز کے ہاتھ میں تھی لیکن حقیقت میں اصل حکومت کے سربراہ (بدنام زمانہ قادیانی جنرل اور جنرل پرویز مشرف کے معتمد خاص) طارق عزیز تھے۔ اس دور میں صرف عافیہ صدیقی کا معاملہ ہی نہیں بلکہ ایسے کئی دوسرے معاملات ہیں جن کا ہم وزیروں کے فرشتوں کو بھی علم نہیں کہ وہ کیسے اور کیونکر ہوئے اور کن کی ایماء پر ہوئے۔''

فیصل صالح حیات کا یہ انٹرویو اس سوال کے جواب میں تھا جو جناب کاشف عباسی صاحب نے ان سے پوچھا کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی جنوری ۲۰۰۳ء میں پاکستان سے اغوا ہوئی اور اس وقت آپ پاکستان کے وزیر داخلہ تھے۔ آپ سے بہتر اور آپ کے علاوہ کوئی دوسری موزوں شخصیت نہیں ہے جن سے عافیہ صدیقی کے بارے میں یہ پوچھا جائے کہ وہ کیوں، کن کے اشارے پر، کس طرح اغواء ہوئی کیونکہ آپ اس وقت ملک کے وزیر داخلہ تھے۔

اس حیران کن انکشاف سے اس حقیقت کا تو پتہ چلتا ہے کہ قادیانیوں کا مردود و مرتاب گروہ پاکستان کی ہر حکومت میں ملک کی سلامتی کو تباہ و برباد کرنے اور اسے ہر لحاظ سے کمزور بنانے کے لیے ہر حربہ بروئے کار لاتا ہے۔ سر ظفر اللہ کا بطور وزیر خارجہ اور سقوط ڈھاکہ میں جنرل یحییٰ کے ساتھ مل کر ایم۔ ایم احمد قادیانی کا کردار اب کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ پھر یہ بات بھی اپنی جگہ واضح ہے کہ قادیانیوں کا بنیادی تعلق اسرائیل کے ساتھ ہے اور امریکہ کے ساتھ ان کا جو بھی تعلق ہے وہ بذریعہ اسرائیل ہی ہے۔ جہاں ان کا ایک مضبوط و مستحکم مرکز قیام پاکستان سے پہلے ہی قائم تھا اور اب بھی قائم ہے۔ ایسے حالات میں طارق عزیز کی پاکستان کے اندر متوازی حکومت کی سربراہی کا یہ انکشاف کتنی تشویشناک صورتِ

حال کا پتہ دیتی ہے اس کی وضاحت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

یہ بات تو انکشاف تک تھی جو قارئین کے سامنے پیش کر دی گئی ہے۔ میرے خیال میں آج بھی پاکستان میں دو متوازی حکومتیں کام کر رہی ہیں اور پرویزی دور میں جو کردار طارق عزیز قادیانی کے سپرد تھا اب وہی کردار ہمارے وزیر داخلہ کے سپرد ہے۔ اور ہمارے وزیراعظم جناب یوسف رضا صاحب کی بھی وہی حیثیت ہے جو پرویزی دور میں شوکت عزیز یا پھر ان سے پہلے جناب جمالی اور شجاعت حسین کی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت کے وزیراعظم صدر ریاست کے درِ اقدس پر اسی طرح سجدہ ریز ہیں جس طرح وہ اٹھارہویں ترمیم کے منظور ہونے سے پہلے تھے اور اٹھاہوریں ترمیم کا آئینی ٹیکہ ان کے اعصاب اور ان کی فکر و نظر میں کوئی بھی تبدیلی لانے سے قاصر ہے کہ صدر صاحب خود امریکہ اور اسرائیل کے حکم کے سامنے سربسجود ہیں۔ حالات یونہی تو نہیں خراب ہو رہے۔

صدر مملکت کا وہ بیان خاص طور پر اس حوالے سے اہمیت رکھتا ہے جو آپ نے چند ماہ پہلے امریکہ میں امریکی صدر کو خوش کرنے کے لیے دیا تھا کہ ''ڈرون حملوں سے آپ کو کوئی تشویش ہوگی ہمیں تو ہرگز کوئی تشویش نہیں۔''

صورتِ حال یہ ہے کہ عوام کو دھوکا دینے کے لیے وہ سب کچھ موجود ہے۔ انتخاب، پارلیمنٹ، وزیراعظم، کابینہ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اختیار کچن کابینہ اور اس کے بھی اوپر صدر مملکت اور موجودہ وزیر داخلہ کے پاس ہے جو اسرائیلی لابی اور امریکن لابی کی ہدایت کے مطابق ہر حکم نافذ کر رہے ہیں۔ صدر صاحب کا یہ بیان کہ میں وزیر داخلہ کے مقدمات میں ان کی سزائیں معاف کر چکا ہوں اور اب ان کے خلاف ملک کی کسی بھی عدالت میں کوئی کارروائی نہیں ہوگی۔ اس بات کی دلیل ہے۔ یہ ہے وہ صورت حال جس کی وجہ سے کہنا پڑتا ہے۔

زد میں ہے رخشِ عمر کہاں دیکھیے تھمے
نَے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں

یہی سبب ہے کہ پاک سرزمین جو دین اسلام کے احیاء کے لیے معرض وجود میں آئی، اسرائیلی اور امریکن مداخلت کی وجہ سے مسلمانوں کی رسوائی کا نشان بن کے رہ گئی ہے۔ اور یہ سارے بحران جو ہمارے لیے سوہانِ روح بنے ہوئے ہیں اس کی وجہ بھی خود اپنوں کے ذریعے دشمنوں کی ناجائز مداخلت ہی ہے۔

امریکہ اور اسرائیل نوازی کا ہی نتیجہ ہے کہ آج پاکستان ہر نوع کے بحرانوں کا مرکز و محور بنا ہوا ہے۔ کس کس بحران کا ذکر کیا جائے کہ یہاں تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔

بجلی کا بحران، پٹرول کا بحران، گیس کا بحران، آٹے کا بحران، پانی کا بحران، سیاسی بحران، معاشی بحران، معاشرتی بحران، تفکر و تدبر کا بحران حتیٰ کہ شرافت و دیانت کا بحران۔

شدت حبس میں ہے موجِ صبا کا بحران
لے کے کس سمت چلا صدق و صفا کا بحران
کون سوچے گا بھلا کس کو ہے ادارک یہاں
وجہِ ذلت ہے فقط شوقِ وِلا کا بحران
آج ہر آنکھ میں غربت نے پیے خون کے اشک
کس قدر اوج پہ ہے جود و سخا کا بحران
منزلِ عشق کو اب کون ہو جادہ پیما
پا بہ زنجیر ہوا جھوٹی انا کا بحران

جھوٹی انا صاحبِ اقتدار حضرات کی رگ و ریشے میں خون کی طرح دوڑتی ہے۔ کرّ و فر، نمود و نمائش، نخوت، تکبر، غرور، وزراء کا طرّہ ٔ امتیاز بن چکا ہے۔ جن کی زندگی کا نصب العین فقط ایک ہے کہ الیکشن پر رقم خرچ کرو، اور وزارت تک پہنچ کر غریبوں کا مال کھاؤ۔ امریکہ اور اسرائیل کی راہ میں آنکھیں بچھاؤ اور غریب عوام کو آنکھیں دکھاؤ۔ حرام کی کمائی سے محلات بناؤ، قرضے معاف کراؤ، ملک کا سرمایہ بیرون ملک بینکوں میں جمع کرا کے ملک کو کنگال بناؤ۔ ملک کی معیشت کو کمزور سے کمزور تر کرو کہ غربت میں ہی سیاسی و معاشی چودھراہٹ قائم رکھی جا سکتی ہے اگر ووٹرز خوشحال ہو جائیں تو پھر چودھراہٹ کا تصور تک باقی نہیں رہتا۔

اقتدار کا بھوکا یہ وزیر مع وزیر اعظم یہ راگ الاپتا دکھائی دیتا ہے کہ عوام نے ہمیں پانچ سال تک کے لیے منڈیٹ دیا ہم پانچ سال پورے کریں گے۔ کوئی نہیں پوچھتا کہ عوام نے آپ کو کیا اس لیے ووٹ دیے تھے کہ آپ عوام کا جینا دوبھر کر دیں۔ ان کے منہ سے نوالہ چھین لیں، ان کے تن پر کپڑا نہ رہنے دیں، انھیں در بدر ٹھوکریں کھانے پر مجبور کر دیں، ان کی معاشی حالت کو یوں ابتر کر دیں کہ وہ خودکشی اور خودسوزی تک آمادہ ہو جائیں۔ مان لیں کہ تمہارے اقتدار سے دو ہی تحفے اس قوم کو ملے ہیں...... مہنگائی اور کرپشن

حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں
مقدرو ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں
چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک تیزرو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہ بر کو میں

رہ گئی حزب اختلاف تو اس نام کی کوئی چیز ہمارے ملک میں سرے سے موجود نہیں ہے۔ ہماری حزب اقتدار اور ہمارے ملک کی حزب اختلاف ایک ہی کمپنی کی مصنوعات ہیں جنہیں امریکہ اور اسرائیل کے فکری کارخانوں میں تیار کیا

جاتا ہے۔ اپنے ملک کی کسی چیز کے ساتھ ان کا کوئی تعلق یا واسطہ نہیں ہے۔

ماہرینِ علم سیاسیات کے مطابق سرکش حزب اقتدار، نااہل اور کمزور حزب اختلاف کی کوکھ سے جنم لیتی ہے۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ حزب اقتدار کی خرمستیاں بھی حزب اختلاف کی وجہ سے ہیں جو سسٹم بچانے کی رٹ لگائے رکھتی ہے۔ بھلے ملک اور عوام بچیں یا نہ ان کی بلا سے۔ حزبِ اختلاف کی خدمت میں بھی غالب کا شعر پیش کیا جاتا تو شاید انھیں اپنی حیثیت اس شعر کے آئینہ میں نظر آ جائے۔

ہے کیا کہ کس کے باندھیے میری بلا ڈرے
کیا جانتا نہیں ہوں تمہاری کمر کو میں

قومی ترقی کے لیے ضمیروں کا مطمئن ہونا، نیت کا درست ہونا، اپنے مؤقف کی صداقت پر لازوال یقین کا ہونا، اپنے وسائل پہ بھروسہ کرنا، دوسروں کے سہارے تلاش نہ کرنا ضروری اور لازمی امر ہے۔ جب کہ ایسی کوئی بات ہمارے ہاں نہیں ہے۔ ہم تو اپنی اندرونی اور بیرونی حکمت عملیوں کے لیے بیرونی طاقتوں کے جن میں امریکہ کے یہودی تھنک ٹینک خاص طور پر قابل (ذکر ہیں) کے محتاج و دست نگر ہیں۔ اپنی خودمختاری کے تحفظ سے بالکل عاری ہیں۔ بیرونی حکمت عملی کے لیے امریکہ سے دوستی اور امریکہ کی محبت ہمارے بنیادی اصول ہیں۔ ان سے کوئی پوچھے کہ امیر اور غریب کی بھی کوئی دوستی ہوتی ہے؟ غریب جتنا بھی خلوص کا مظاہرہ کرے امیر کے کھاتے میں وہ خوشامد کے زمرے میں لکھا جاتا ہے۔

بس ایک خوف ہے امریکہ و اسرائیل کا جو جنرل پرویز اور موجودہ صدر مملکت کے ذریعے اہل وطن کے سروں پر دن رات مسلط کرنے کی مہم جاری ہے کہ امریکہ بڑی طاقت ہے، اگر ان کی نہ مانی گئی تو وہ ہمیں کھا جائے گا۔ ایسے حالات میں بعض جماعتوں کا ایسی حکومت کا اتحادی ہونا سمجھ سے بالاتر ہے اور کہنا پڑتا ہے۔

گلۂ جفاءِ وفا نما جو حرم کو اہلِ حرم سے ہے
کسی بتکدے میں بیاں کروں تو کہے صنم بھی ہری ہری

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان
25 نومبر 2010ء
جمعرات بعد نماز مغرب
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-4511961

پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یعنی شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

نوح علیہ السلام کی بعثت کا مقصد کیا لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ، ابراہیم علیہ السلام کی بعثت کا مقصد کیا لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ، موسیٰ علیہ السلام کی بعثت کا مقصد کیا لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ، عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کا مقصد کیا لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ۔ آدم علیہ السلام سے لے کر محبوب کبریا سید الانبیاء خاتم المعصومین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ورسل علیہم السلام کی بعثت ونبوت کا مقصدِ وحید لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ.

انبیاء مقربین، علماعاملین اور اولیاء صالحین کا مقصد اور ذمہ داری لَاْ اِلٰہ اِلّاْ اللہ۔ سب نبیوں کے سردار محبوبِ رب العالمین کی امت، خیر الامم، امتِ وسط شہداء علی الناس کا مقصود ومطلوب اور ذمہ داری امر بالمعروف، نہی عن المنکر، وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہ یعنی لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ.

جب مسلم بچہ پیدا ہوا تو اس کے دائیں کان میں اذان بائیں میں تکبیر کہو یعنی لَا اِلٰـہ اِلّا اللّٰہ۔ فرمان فیض نشان سید الانس والجان علیہ الصلوٰۃ والسلام الیٰ یوم الممیز ان بچہ جب بولنے لگے تو اسے لَا اِلٰـہ اِلّا اللّٰـہ سکھاؤ۔ مرض الموت میں تلقین کرو لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ۔ جس انسان کا پہلا بول لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ ہوگیا اور اس کا آخری کلام لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ ہوگیا، حساب کے دن اس سے کوئی حساب نہ ہوگا۔ چاہے اس نے ہزار سال زندگی گزاری ہو۔ وہ بلاحساب جنت میں داخل ہو گا۔ (مفہوم حدیث)

میری زندگی کا مقصد لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ۔ کائنات کی روح لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ۔ جب تک ایک بھی اللہ اللہ کہنے والا دنیا میں موجود ہوگا، دنیا کو باقی رکھا جائے گا۔ یعنی دنیا کے لیے ذریعہ قیام لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ ...... محمد رسول اللہ کا اعلان یعنی مکہ مکرمہ میں غروب شمس کے وقت پہلی آواز لَا اِلٰـہ اِلّا اللّٰہ یعنی اذان میں کلمہ شہادتین دو دو بار اور آخر میں لَا اِلٰـہ اِلّا اللّٰہ۔ سورج جدہ سے ہوتے ہوئے مغرب کو رواں دواں رہے گا اور ہر منطقہ، ہر درجہ، زمین، گلوب کے ۳۶۰ درجوں پر موجود محمدی امت کے دیوانے مستانے عین غروب شمس پر چوبیس گھنٹے کے ہر منٹ اور ہر سیکنڈ پر پہلا لَا اِلٰـہ اِلّا اللّٰـہ ختم نہ ہوگا کہ دوسرا

محمدی مستانہ لَا اِلٰـہ اِلّا اللّٰـہ کہنے کے لیے اپنے کان بند کر کے کائنات ارضی کے ہر صاحب جان بلکہ حیوانات، نباتات، جمادات کو سنانے کے لیے اونچی جگہ کھڑا ہو کر اونچی آواز سے یا لاؤڈ سپیکر کے ساتھ ''اللہ اکبر'' اللہ سب سے بڑا ہے۔ کلمہ شہادتین کو تکرار کرتے کھڑا ہوا نظر آئے گا اور اس عالی شان آواز کی انتہا ہو گی لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ ۔ سورج ۲۴ گھنٹے کا چکر کاٹ کر واپس حرم بیت اللہ پہنچے گا تو لَا اِلٰـہ اِلّا اللّٰـہ ۔ چاند پر پہنچے تو مسٹر آرم سٹرانگ کو وہاں بھی سمع نواز آواز سنائی دی اللہ اکبر اور لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ۔

کائنات کی کوئی بھی چیز زبان والی ہو یا بے زبان، جان والی ہو یا بے جان، سب تسبیح و تہلیل میں ہمہ تن مصروف۔

ہر گیاہے کہ از زمین روید
وحدہ لا شریک لہ گوید

لَا اِلٰہ اِلّا اللہ۔ گھاس کی ہر پتی، ریت کا ہر ذرہ، سمندر کا ہر قطرہ، آفاق کا ہر زاویہ کہتا ہے لَا اِلٰہ اِلّا اللہ۔ '' کُلٌّ قَدْ عَـلِـمَ صَلَاتَـهٗ وَ تَسْبِيْحَـهٗ '' ہر کسی کو اپنی صلاۃ اور تسبیح کا علم ہو چکا اور ہر طرف آواز ہے لَا اِلٰـہ اِلّا اللّٰـہ ۔

جانے نہ جانے گل ہی نے جانے باغ تو سارا جانے ہے

مسلم ہند پر صلیب کے پجاریوں نے قبضہ کیا مگر ان کا قبضہ کب تک برقرار رہتا۔ ایک آواز گونجی پورے برصغیر میں گونجی۔ ''بٹ کے رہے گا ہندوستان، بن کے رہے گا پاکستان۔'' ''پاکستان کا مطلب کیا، لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ۔

پاکستان کا مطلب کیا غور کیجیے، وہی جو ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کا مقصدِ بعثت تھا، جو کائنات کی جان ہے۔ لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ۔

یاد رکھیے جان ہے تو جہان ہے یعنی لَا اِلٰہ اِلّا اللہ ہے تو کائنات ہے۔ لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ ہے تو پاکستان ہے۔ یہاں لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ چلے گا اگر کسی دن پاکستان میں لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ والوں کو مٹا دیا گیا۔ لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ والے نہ رہے تو پاکستان نہ رہے گا، خاک بہ دہن بدخواہاں۔ اس حقیقت کو جتنی جلدی نام نہاد، روشن خیال مسلمان حکمران آنکھیں کھول کر دیکھ لیں۔ شرعِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ کر دیں اتنا انھی کے لیے بہتر ہوگا۔

دورِ حاضر کے جدید ذرائع ابلاغ اور

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت کے جدید تقاضے

مولانا شاہ عالم گورکھ پوری*

اندرون ملک اخبارات میں آئے دن تحریک تحفظ ختم نبوت کے موافق اور مخالف خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اسلام مخالف فرقے اور تنظیمیں بھی اپنے خیالات ونظریات کی تشہیر بذریعہ اخبارات کرتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ دینی مدارس اور مسلم تنظیموں کی نمائندگی کرنے والے ماہناموں اور دیگر بعض سرکاری رسائل میں بھی اسلام مخالف تحریکات اور بالخصوص کادیانیت کے فتنے کوموضوع بنا کر تحقیقی اور معلوماتی مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ عالمی سطح پر نہ سہی ملکی سطح پر اگر ان کو محفوظ رکھنے کا نظم کرلیا جائے تو بلا شبہ آئندہ کے لئے یہ ذخائر ملت اسلامیہ کے حق نہایت مفید اور قیمتی اثاثہ ثابت ہوں گے۔ مختلف النوع جہات سے اپنی افادیت کے علاوہ بہت سے فتنوں کے سد باب کیلئے بھی آنے والے وقت میں ان کا بڑا اہم کردار ہوگا۔

کادیانی فتنہ سے متعلق اخبارات وکتب کے قدیم ذخائر ہمارے پاس محفوظ نہ رہنے یا بوقت ضرورت دستیاب نہ ہونے کا ہی یہ نقصان ہے کہ اس میدان میں دفع الوقتی کے طور پر کادیانی جس حربے کو چاہتے ہیں استعمال کر کے آگے بڑھ جاتے ہیں اور ہمارے پاس اسکا کوئی معقول توڑ نہیں ہوتا۔ کبھی تو اہل حق کو دوسروں کے اخذ کردہ نتائج پر انحصار کرنا پڑتا ہے کیوں کہ اصل مرجع محفوظ نہیں یا دستیاب نہیں اور کبھی بڑی محنت سے اگر کچھ کر بھی لیا جاتا ہے تو چند لمحوں کے کام کے لئے مہینوں اور سالوں کا وقت خرچ کرنا پڑتا ہے جو خرچ طلب بھی ہوتا ہے اور دشوار بھی۔

کادیانیوں کے جو جدید لیٹریچر سامنے آرہے ہیں اُن سے محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے علماء کے قدیم بیانات اور تحریروں کا ایک ایک زاویہ مکمل طور پر ان کی نظروں کے سامنے ہے۔ چنانچہ اس میں سے ہی کچھ پہلوؤں کو بزعم خویش کمزور محسوس کر کے وہ طرح طرح کے وساوس پھیلا رہے ہیں۔ یہ حربہ انھوں نے اس لئے بھی اپنا رکھا ہے تاکہ لوگ اس میں الجھ کر رہ جائیں گے اور اُن کی بنیادی کمزوریاں عوام کی نظروں سے اوجھل رہیں۔ ظاہر سی بات ہے اُن وسوسوں کے اصل مآخذ اور مراجع جب تک دستیاب نہ ہوں جواب دینے والے کے جواب میں وہ طاقت پیدا نہیں ہوسکتی جو اصل تحریروں کو سامنے رکھ کر پیدا کی جاسکتی ہے۔ یہ طاقت اگر پیدا کرنی ہے تو اس کا واحد حل یہ ہے کہ موضوع کے تعلق سے کم از کم انٹرنیٹ اور پرنٹ میڈیا کی تحریروں کا ریکاڈ محفوظ رکھنا ہوگا تاکہ آئندہ کے لئے کم از کم یہ کمی ہمارے اندر سے دور ہو اور جدید وساوس کی افزائش و پیدائش کا سد باب بھی ہوسکے۔

* مرکز التراث العلمی، لِتحفظ ختمِ النُّبوۃ، دیوبند (بھارت)

ماضی میں وسائل واسباب کے فقدان کے سبب اخبارات ورسائل کا ریکارڈ رکھنے کا نہ مزاج تھا نہ رواج، افراد ہوں یا تنظیمیں، سب کا تکیہ سرکاری محافظ خانوں پر تھا، لیکن اب سرکاری محافظ خانوں پر بھروسہ کرنا ایک دوسری غلطی ہوگی۔ اس لئے کہ سرکاری محافظ خانوں نے اپنا اعتماد کھودیا ہے۔ دو چار دہائیوں سے دیکھا یہ جا رہا ہے کہ کمپوٹر اور انٹرنیٹ کی سہولتوں سے فائدہ اٹھا کر تمام ہی باطل تنظیمیں اور تحریکیں اپنا اپنا مضبوط ومنظّم ''ریکارڈ روم'' بنا چکی ہیں، جس کا انھیں ابھی سے خاطرخواہ فائدہ مل رہا ہے۔

تقسیم ہند کے بعد سے اب تک کا اگر جائزہ لیا جائے تو معلوم یہ ہوتا ہے کہ تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے اس موضوع پر کبھی توجہ نہیں دی گئی جبکہ تحریک کی حیات وبقا کے لئے اس کام کی حیثیت ریڑھ کی ہڈی سے کچھ کم نہیں۔ وسائل واسباب کی فراوانی کے اس دور میں آج بھی صرف ہندستان میں ہی نہیں بلکہ کہیں بھی اس کا اہتمام نہیں کہ اخبارات ورسائل کے تمام ذخائر نہ سہی کم ازکم موضوع سے متعلق موافق ومخالف نشریات کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی جائے۔ یا دیگر موضوعات کے ساتھ خاص تحفظ ختم نبوت سے متعلق نشریات کو بھی محفوظ رکھا جائے۔

تحریک تحفظ ختم نبوت کے ذی علم مخلصین اور باذوق ہمدردوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کے لئے بغیر کسی تاخیر کے آگے آئیں اور موضوع کے تعلق سے اپنا مستقل ''ریکارڈ روم'' بنائیں۔ بڑی تنظیموں اور اداروں کے لئے تو یہ خدمت چنداں مشکل نہیں کہ ان کے پاس اسباب بھی ہیں اور افراد بھی۔ کیوں کہ اس مسئلے میں اب تک کی ہماری غفلت سے جو نقصان ہو چکا ہے شاید اس کی تلافی اب ممکن نہیں چہ جائے کہ مزید غفلت برتی جائے۔

ارباب علم ودانش اپنی بساط اور پہنچ کے مطابق قدیم وجدید ذخائر محفوظ رکھنے کے مختلف طریقے اپنا سکتے ہیں۔ اُن میں حسب ذیل تجویزیں بھی مفید مقصد ہوسکتی ہیں۔

(۱) بالاستیعاب ملک وبیرون ملک اردو، عربی، اور انگلش کے تمام روزناموں کا روزانہ انٹرنیٹ کے ذریعہ مطالعہ کرکے عقائد ونظریات اور فرقہائے باطلہ سے متعلق تمام خبروں یا مضامین کو محفوظ کرنا۔

(۲) ہندستان میں دستیاب ہفت روزہ، پندرہ روزہ، ماہنامہ یا دیگر رسائل وجرائد سے مذکورہ ومطلوبہ امور پر مشتمل مضامین کو محفوظ کرنا۔ وقتی تقاضوں کے پیش نظر ضمنی طور پر خبروں یا مضامین کے انتخاب میں دیگر موضوعات کو بھی حسب سہولت شامل کیا جاسکتا ہے۔

(۳) اس بات کی کوشش ہو کہ ہر موضوع کے مضامین یا خبریں الگ الگ ہوں۔ نیز پرنٹ فائل اور کمپوٹر کی حد تک فی الفور قابل استفادہ ہوں۔

(۴) خبروں کی اصل کاپیوں کو محفوظ کرکے انھیں ڈیجیلائٹ کیا جائے اور کمپیوٹر سے سرچ کرکے فائدہ اٹھانے کے قابل بنایا جائے۔

(۵) حاصل شدہ ذخائر کو طباعت کی شکل میں ملک وملت کے استفادہ کے لئے منظر عام پر لانے کی شکلیں بھی اپنائی جاسکتی ہیں۔

حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ایک حق گو عالمِ دین اور بے باک خطیب

محمد احمد حافظ

موت سے کس فردِ بشر کو رستگاری ہے، ہر ذی نفس نے اس کا ذائقہ چکھنا ہے،لیکن بعض شخصیات ایسی ہوتی ہیں کہ اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی عرصہ تک اپنی یاد دلاتی رہتی ہیں۔ حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی انھی شخصیات میں سے تھے۔ آج انھیں اس دنیا سے رخصت ہوئے گیارہ سال بیت گئے۔ اور پلک جھپکنے میں گزر گئے۔ لیکن اُن کی یادوں کی خوشبو ابھی تک تر و تازہ ہے اور دل و دماغ اُن سے معطر ہے۔

حق گوئی و بے باکی، حریت پسندی، جرأت و بسالت، بلند ہمتی، اولوالعزمی و استقامت، قناعت و ایثار، خوش مذاقی و بذلہ سنجی حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خانوادہ کے امتیازی اوصاف ہیں۔

حضرت سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ ان اوصاف کے پیکر مجسم تھے۔ قیام پاکستان سے قبل خیر المدارس جالندھر میں حفظِ قرآن کے لیے داخل ہوئے۔ پاکستان بنا تو جامعہ خیر المدارس ملتان منتقل ہو گیا۔ یہاں استاذ القراء حضرت قاری رحیم بخش رحمہ اللہ سے حفظ قرآن کریم کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ درجہ کتب میں داخلہ لیا تو امام الاحناف حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہٗ کے منظورِ نظر ہو گئے۔ متعدد بار راقم نے شاہ جی سے یہ واقعہ سنا فرمایا کرتے کہ

> ''دورانِ حفظ میں نماز فجر سے قبل ''محلّہ کوٹلہ تولے خاں'' سے پیدل خیر المدارس جاتا اور کوشش ہوتی کہ آج اپنے استاذ حضرت قاری صاحب سے پہلے درسگاہ پہنچنا ہے۔ اس دوران پیدل چلتے ہوئے اپنا سبق اور منزل پڑھتا جاتا درسگاہ میں پہنچتا تو حضرت قاری صاحب پہلے سے تشریف فرما ہوتے، مجھے اس سلسلہ میں ہمیشہ شکست اٹھانا پڑی''۔

حضرت مولانا خیر محمد رحمہ اللہ اس فرزند امیر شریعت سے کس قدر محبت فرماتے اس کا اندازہ اس بات سے ہوگا جو راقم نے انھی کی زبانی سنی۔ شاہ جی نے بتایا کہ:

> ''ایک مرتبہ سفر کے دوران حادثہ میں میرے سر اور ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور میں صاحب فراش ہو گیا، حضرت کو معلوم ہوا تو خیر المدارس سے اپنے شاگردوں کے ہمراہ دو مرتبہ میری عیادت کے لیے گھر تشریف

لائے۔ مجھے حضرت سے ملے ہوئے کافی دن ہوگئے تھے۔ میں ڈر رہا تھا کہ ابھی ڈانٹیں گے لیکن حضرت نے جس محبت، شفقت اور خورد نوازی کا معاملہ فرمایا میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔''

حضرت شاہ جی کی نسبت جس گھرانے سے تھی اور جس جماعت کے وہ امیر رہے کون نہیں جانتا کہ اس خاندان اور جماعت میں انگریز اور اس کے وفادار ٹوڈیوں اور انگریز کے نظام سے نفرت کس قدر رہے۔ پھر فرزندِ امیر شریعت ہونے کے ناتے انھوں نے اپنے اسلاف کی روایات کو جس طرح نبھایا وہ انھی کا حصہ تھا۔ اگر بات دفاعِ صحابہ کی ہو تو کونسی وہ قربانی ہے جو اس گھرانے نے پیش نہ کی ہو۔ قید و بند کی صعوبتوں سے لے کر املاک کے نقصان اور کتب خانے کی چوری، بعض اپنوں کا بغض و حسد، بیگانوں کی نفرت و عداوت، اور اعدائے صحابہ کی کھلی دشمنی اس راہ میں مول لی، سیدنا معاویہ سلام اللہ ورضوانہ علیہ کا نام نامی زبان پر لانا کسی دور میں جرم سے کم نہ تھا۔ مگر سید عطاء المحسن بخاری نے اپنے بڑے بھائی جانشین امیر شریعت امامِ اہلِ سنت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دوش بدوش پوری تندہی اور جانفشانی سے اس نام کو اتنا عام کیا کہ آج جگہ جگہ اس نام کے لوگ ملتے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عفت و عصمت کی حفاظت کے سلسلہ میں کبھی کوئی لگی لپٹی نہیں رکھی بلکہ ان کے خلاف بکنے والی ہر زبان اور اٹھنے والے ہر قلم کو بانگِ دہل للکارا، اس قماش کے لوگوں کا پیچھا کیا اور شکستِ فاش سے دوچار کیا۔ حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کی صحابہ کرام سے محبت کا یہ عالم تھا کہ اُن کے دفاع میں وہ ہر وقت مضطرب اور بے قرار رہتے۔ دفاعِ صحابہ اُن کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ اس قدوسی صفت جماعت کے خلاف بھونکنے والوں کا راستہ جس قوت و استقامت کے ساتھ انھوں نے روکا وہ اِس جدوجہد میں منفرد و ممتاز تھے۔ جب جماعت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی پر رکیک حملے کیے گئے تھے تو شاہ جی نے اپنی زبان اور قلم سے تلوار سے زیادہ سخت کام لیا۔ ۱۹۸۸ء میں ان کی زیرِ ادارت ماہنامہ ''نقیبِ ختمِ نبوت'' نکلنا شروع ہوا تو اس کے صفحات دفاعِ صحابہ کے لیے وقف ہوگئے اور آج تک وقف ہیں۔ اس محاذ پر اُن کی زبان و قلم کی کاٹ دیکھنے لائق ہوتی۔ وہ کسی سے مرعوب ہوئے نہ خوفزدہ، اس راہ میں انھوں نے کسی کی پروانہ کی اور بڑی سے بڑی شخصیت سے ٹکرا گئے۔ فرمایا کرتے:

''صحابہ رضی اللہ عنہم سے بڑا بزرگ کون ہوسکتا ہے۔ تم میرے سامنے جن بزرگوں کو لا کھڑا کرتے ہو وہ بزرگ تو ہیں لیکن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ صحابہ تو قرآنی اور منصوص شخصیات ہیں۔ اُن کی اطاعت ہم پر فرض ہے۔''

شاہ جی مجلس احرار اسلام پاکستان کے ناظمِ اعلیٰ اور آخر میں امیر رہے۔ اس حیثیت میں انھوں نے ہمیشہ معاصر دینی جماعتوں کو آپس کے اتحاد و اتفاق کے لیے پکارا۔ وہ فرمایا کرتے کہ:

''موجودہ سیاست میں ہمارا لادین جماعتوں سے اتحاد یکسر غیر فطری ہے۔ نیز یہ کہ موجودہ جمہوری سیاست میں ہمارے لیے کوئی جگہ نہیں۔ اس سے ہماری قوتِ کار اور قوتِ افراد بھی تقسیم ہو جاتی ہے۔ دینی جماعتوں کا آپس کا اتحاد ہی فطری اتحاد ہوسکتا ہے اور ہماری دینی جماعتیں صرف اسی صورت میں کامیابی سے ہمکنار ہوسکتی ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے گئے طریقہ کے مطابق نفاذِ اسلام کی جدوجہد ہوگی۔''

مجاہدین سے بہت محبت فرماتے کوئی مجاہد دوست ملاقات کے لیے حاضر ہوجاتا تو شاہ جی کی خوشی دیدنی ہوتی، بلا امتیاز مجاہد تنظیموں سے تعاون خود بھی فرماتے اور دوسروں کو بھی توجہ دلاتے۔ روس کے خلاف جہاد کے دور میں خود محاذ جنگ پر تشریف لے گئے اور عملی جہاد کی سعادت حاصل کی۔ بعد میں اپنے حصے کے فائر کیے گئے گولہ بارود کی قیمت بھی ادا کی، طالبان اور حضرت امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد ان کی تقاریر کا مستقل موضوع ہوتے۔

حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ نے ۱۹۶۱ء میں ملتان میں کرایہ پر ایک مکان لے کر اُس میں ''مدرسہ معمورہ'' قائم کیا۔ ۱۹۷۹ء میں اپنی رہائش گاہ دارِ بنی ہاشم میں مدرسہ منتقل کر دیا۔ شروع میں بہت دقتیں پیش آئیں، شاہ جی استاذ تھے اور مدرسہ کے رہائشی بچوں کے لیے کھانے کا اہتمام شاہ جی کی اہلیہ کرتیں۔ جب ان کی اہلیہ فالج سے معذور ہوگئیں تو مدرسہ کے بچوں کو کھانا پکانا سکھایا۔ بچے کھانا کھاتے اور وہ نگرانی کرتیں۔ آج مدرسہ معمورہ کے تحت پنجاب میں تیس کے قریب مدارس قائم ہیں جہاں بچوں کو حفظ و ناظرہ کی بہترین تعلیم دی جارہی ہے۔ انھوں نے اپنا مکان اور گھر کا تمام سامان وصیت کر کے مدرسہ کے نام وقف کر دیا آج اُن کے ذاتی مکان میں جامعہ بستان عائشہ قائم ہے اور چار سو سے زائد طالبات حفظ و ناظرہ قرآن کریم اور درسِ نظامی پڑھ کر عالمہ بن رہی ہیں۔ جب کہ مدرسہ معمورہ میں حفظ قرآن کے ساتھ ساتھ درجہ سادسہ تک درسِ نظامی اور عصری تعلیم دی جارہی ہے۔ اَللّٰھم زِدْ فَزِدْ. جو بچے ذہنی طور پر کمزور ہوتے انھیں اپنے پاس بلا لیتے۔ وہ تدریس کا خاص ذوق رکھتے تھے اُن بچوں کو قرآن پاک پڑھانے کا خاص اہتمام فرماتے۔ یہ سلسلہ اُن کے صاحبِ فراش ہونے کے بعد تک جاری رہا۔ شاہ جی جب اپنی پاٹ دار آواز اور حجازی لَے میں بچوں کو تجوید کی مشق کرارہے ہوتے تو پورا مدرسہ ان کی آواز سے گونج اٹھتا۔ اپنے متعلقین کی ظاہری و باطنی حالت کی طرف بھر پور توجہ رکھتے، مسجد میں اگر کوئی نمازی غلط انداز میں نماز پڑھتا نظر آجاتا تو فوری اصلاح فرماتے۔ راقم کو ان کی خدمت میں ایک عرصہ رہنے کا شرف حاصل ہوا ہے ان کے پاس قیام کے عرصہ میں بعض اوقات مسجد کی امامت کے فرائض اس ناہنجار کو ادا کرنا پڑتے۔ قرأت میں یا ادائے نماز میں کوئی غلطی نظر آتی تو اپنے پاس بلا کر محبت بھرے انداز میں غلطی کی اصلاح فرماتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''جو شخص برائی کو دیکھے تو اُسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے روکے، اگر اس پر قادر نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر

اس پر بھی قادر نہ ہو تو دل میں برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے'' (او کما قال علیہ السلام)

شاہ جی رحمہ اللہ کے نزدیک آخری درجہ تو بعد کی بات ہے وہ پہلے اور دوسرے درجہ میں برائی کی روک تھام کے لیے کبھی کسی مصلحت کا شکار نہیں ہوئے۔ زبان ہمیشہ منکرات کے خلاف شمشیر بے نیام رہی۔ جہاں موقع ملا ہاتھ کا بھی بھر پور استعمال کیا۔ اللہ پاک نے صحت و جسامت سے بھی خوب نوازا تھا۔ سفر کے دوران بسوں ویگنوں والوں سے فحش گانوں کی ریکارڈنگ پر اکثر لڑائی ہو جاتی کئی مرتبہ گردن سے پکڑ کر ڈرائیور کو گانوں سے روکا۔ اور بعض مرتبہ ضرورت پڑنے پر مناسب ٹھکائی بھی کر دی۔ فرمایا کرتے:

> ''منکرات و فواحش کو مٹانے کے لیے الحمد للہ میں نے مارا بھی اور مار کھائی بھی ہے۔ اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت پر عمل کی مجھے توفیق عطا فرمائی۔ یہ سعادت میری نجات کے لیے کافی ہے۔ میں نے ایمان کے تینوں درجوں پر عمل کیا۔ اسی ترتیب سے جس طرح حدیث میں درج ہیں۔ تیسرے درجے پر اس وقت عمل کر رہا ہوں جب میری صحت ختم ہو گئی اور میں معذور ہو گیا ہوں''

ملک میں چلنے والی دینی تحریکوں میں ہمیشہ نمایاں کردار ادا کیا۔ ۱۹۷۶ء میں چناب نگر (ربوہ) میں قادیانیوں کے راج کا یہ عالم تھا کہ وہاں کوئی مسلمان قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔ ربوہ یا قرب و جوار میں رہنے والے مسلمان اپنی غربت وافلاس کی وجہ سے قادیانیوں کے دست نگر رہتے۔ اگر کوئی نیا آدمی ربوہ میں داخل ہوتا تو فوراً قادیانی جماعت کے ''خفیہ'' والے اس کا پیچھا شروع کر دیتے، یہاں داخل ہونے والا سمجھتا کہ وہ پاکستان کے کسی شہر میں نہیں بلکہ کسی دشمن ملک میں داخل ہونے کی غلطی کر چکا ہے۔ ان حالات میں حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ نے خفیہ طریقہ سے وہاں جگہ خرید کر مسجد بنانے کا اعلان کر دیا۔ یہ ربوہ میں مسلمانوں کی پہلی مسجد تھی جو ''مسجد احرار'' کے نام سے موسوم ہے۔ ہر سال یہاں تحفظِ ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام کیا اور قادیانیوں کے شہر کے قلب میں واقع ان کے سیکرٹریٹ ''ایوانِ محمود'' کے سامنے ہزاروں لوگوں کو ہمراہ لے کر دشمن کے دروازے پر کھڑے ہو کر انھیں دعوتِ اسلام کا فریضہ انجام دیتے، ساتھ ساتھ قادنیوں کے گرو مرزا قادیانی کے پھیلائے ہوئے مغالطوں کے تارو پور بکھیرتے۔

شاہ جی نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے خطابتی معرکے سر کیے۔ اللہ پاک نے انھیں فصاحت و بلاغت اور حسنِ صوت سے نوازا تھا۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا موضوع ہوتا یا سیرتِ صحابہ کا تو زبان سے ایسے بلند پایہ ادیبانہ الفاظ موتیوں کی صورت میں نکلتے کہ سننے والے عش عش کر اٹھتے۔ اور کبھی دین دشمنوں اور گستاخانِ صحابہ کا تذکرہ چھڑ جاتا تو وہی زبان تلوار کی دھار سے زیادہ کاٹ دار بن جاتی۔ قرآن پاک کی آیات کی تلاوت فرماتے تو دل چاہتا کہ بس تلاوت ہی کرتے رہیں۔ وہ فن قرأت و تجوید کے امام تھے اور حسن صوت اس پر مستزاد تھا۔ حجازی لے میں جب تلاوت کرتے تو اپنے

والد ماجد حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ کر دیتے۔ ہزاروں لوگ ان کے خطبات سے راہِ ہدایت پا گئے اور ان کا عقیدہ و عمل درست ہو گیا۔

غیرت و خودداری اور فقرِ ابوذر رضی اللہ عنہ کے مجسم پیکر تھے۔ کئی مرتبہ بڑی سے بڑی پیشکش ہوئی مگر ہمیشہ ایسے تر نوالے کو ٹھکرا دیا جس سے روباہی آتی ہو۔ گھر میں استعمال کے چند برتن اور پہننے کے لیے دو چار جوڑے، مگر اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے پورا کتب خانہ تھا۔ آرام کے لیے رکھی گئی چارپائی کے نزدیک کتابوں کے انبار لگے ہوتے۔ اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل اپنا ملکیتی مکان اور سامان مدرسہ کو وقف کر دیا تھا۔ خود کونے کے ایک چھوٹے سے کمرے میں رہنا شروع کر دیا۔ آج کے دور میں قربانی اور ایثار کی یہ بہت بڑی مثال ہے۔

وفات سے دو تین ہفتے قبل نشتر ہسپتال ملتان میں داخل کرا دیا گیا، مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کا آخری حکم آ پہنچا، آخری وقت مکمل ہوش میں تھے اور فرما رہے تھے کہ ''موت میری آخری خواہش ہے۔'' مگر یہ خواہش دنیا کے مصائب سے تنگ ہو کر نہیں تھی بلکہ تعلق مع اللہ، آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت کا نتیجہ تھی، موت کی سکرات میں پاؤں سے سینے تک جان نکلنے کی کیفیت بتاتے رہے، مسلسل استغفار کرتے رہے، کلمۂ شہادت پڑھتے رہے اور پھر خاموش ہو گئے۔ مگر زبان ذکرِ الٰہی میں مشغول رہی تا آنکہ آپ کی روح پرواز کر گئی۔ آپ کی اہلیہ آپ سے ایک سال قبل پندرہ برس کی طویل علالت کے بعد انتقال کر گئی تھیں۔ اولاد بالکل نہیں تھی مگر اپنے بعد ہزاروں دل گرفتہ انسانوں کو روتا ہوا چھوڑ گئے۔ تاہم اُن کے سینکڑوں خطبات اور تحریریں ہماری رہنمائی کرتے رہیں گے۔ جو ان کا صدقۂ جاریہ ہے۔ (اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ، آمین)

ترے خط کھول کر بیٹھا ہوا ہوں

ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان*

پروفیسر سید محمد ذوالکفل بخاری شہید کو اس دنیا سے گئے ایک سال بیت گیا ہے۔ آئندہ صفحات میں دوستوں نے اُن کی یادوں کو تازہ کیا ہے۔ (ادارہ)

مرحوم دوست ذوالکفل بخاری کے دو محبت نامے میرے پیشِ نظر ہیں اور میری کیفیت وہ ہے جو شاعر نے بیان کی تھی:

پلک سے روح تک بھیگا ہوا ہوں
ترے خط کھول کر بیٹھا ہوا ہوں

پہلے خط میں دوست نے میرے والدِ محترم پروفیسر حفیظ الرحمٰن خان صاحب سے مکہ مکرمہ میں ملاقات کا تذکرہ کیا ہے، جنابِ اسلم انصاری اور ان کے فرزند آصف انصاری کو محبت آمیز سلام پیش کیے ہیں اور میری ایک فرمائش کو پورا کرنے کی نوید سنائی ہے...... میں نے اپنی تصنیف ''خامہ خرابیاں'' کے دیباچے کے لیے ان سے استدعا کی تھی۔ دوست کو ادبی شہرت کی مطلق تمنا نہ تھی۔ لکھنے لکھانے اور چَھپنے چھپانے سے وہ بے نیاز رہنے لگے تھے۔ انھیں ایک ''الف'' درکار تھا جسے وہ پا گئے تھے۔ اس خط میں یہ احساس ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

دوسرے خط میں میرے ایک پسندیدہ فقرے کا ذکر ہے...... دراصل ایک محفل میں بزرگ ادیب تاثیر وجدان مرحوم نے ایک طویل مقالہ پڑھا اور ہر پیراگراف کے اختتام پر وہ سامعین کی ''تسلی'' کے لیے یہ جملہ ادا کرتے تھے۔ مقالے کی طوالت اور جملے کی ظرافت نے ایک دل چسپ ماحول پیدا کر دیا اور بعد ازاں ہم دنوں اسے ''ضرب المثل'' کے طور پر استعمال کرنے لگے۔

وہ مزید تعلیم اور ملازمت کے سلسلے میں ملتان یا لاہور رہنے کے آرزومند تھے۔ ہمارے درمیان اس ضمن میں مشورے رہا کرتے تھے۔ مکتوب میں اس حوالے سے جو باتیں آئی ہیں وہاں آنے والے واقعات کی دھندلی سی تصویر دیکھی جاسکتی ہے۔ مجھے یوں لگتا ہے کہ جیسے دوست کو مرگِ ناگہانی کا خفیف سا ادراک ہو چکا تھا۔ انھوں نے ایک دو بار گفتگو میں بھی اس طرح کا اظہار کیا تھا۔ اس خط میں انھوں نے میری چھوٹی بیٹی ایمن رحمٰن کو بھی شفقت سے یاد کیا ہے۔

ان دو خطوں میں دوست کے اسلوب کی دل کشی اور شگفتگی ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ وہ ایک صاحبِ طرز ادیب تھے۔ ذوالکفل بخاری میرے مہربان دوست تھے۔ ان کی یاد بھی انھی کی طرح مہربان ہے......

* شعبۂ اردو، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لاہور

پہلا خط

اُملج /۸/۳/۲۰۰۳ء

جانِ برادر! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے ڈنڈی ماری، اور بالکل ''چلاؤ'' قسم کا خط لکھا۔ بالکل میری طرح:

اپنے عشاق سے ایسے بھی کوئی کرتا ہے؟

خیر......قبلہ حفیظ صاحب سے مکہ مکرمہ میں ملاقات ہوگئی تھی۔ دوبارہ ممکن نہ ہوا۔ میں کوئی خدمت بھی نہ کر سکا۔ اس کا افسوس بہت ہے۔ میرے غائبانہ شناسا اور آپ کے دوست خالد سراجی صاحب کی مہربانی سے ٹیلیفونی رابطہ بہرحال رہا۔ کچھ کتابوں کی نشان دہی (سفرنامے کے سلسلے میں) میں نے کی تھی، وہ انھوں نے لے لیں۔ ایک کتاب کا ذکر انھوں نے فرمایا۔ وہ کچھ مہنگی تھی۔ میں نے پاکستان بلکہ ملتان میں اس کا متبادل عرض کر دیا تھا۔ بعد میں مجھے خیال ہوا کہ ہوسکتا ہے متبادل سے وہ بات نہ بنے اور ہوسکتا ہے حفیظ صاحب قبلہ، میری تجویز کو ''خدمت'' سے پہلوتہی خیال فرمائیں۔ واللہ ایسا نہیں۔ آپ بلا تکلف مجھے بتلا دیں۔ ضرورت ہو تو میں مدینہ جب بھی گیا، وہ کتاب لے لوں گا۔

اور کیا حال ہے؟ خط لکھنے میں تاخیر اس لیے ہوئی کہ آج کل میں، میرا تبادلہ متوقع ہے۔ ڈاک کا پتا بدل جائے گا۔ نیا پتا ملے تو اسے روانہ کروں۔ ہاں......آپ نے ایک پرانی فرمائش دہرائی۔ میں نے جو میری سمجھ میں آیا......لکھ دیا ہے۔ سچ کہتا ہوں، میں بہت کچھ لکھا پڑھا، بھول گیا ہوں۔ اور اب، جو تھوڑی بہت کھرچن اور تلچھٹ سی باقی ہے اسے بھلا دینا چاہتا ہوں۔ ہمارے نصیب میں ڈھنگ سے لکھنا پڑھنا، نہ ہوا۔ نہ سہی۔

نہیں ہے جامِ صافی نہ سہی ہم دُرد پی لیں گے
ہمیں تو تیری خوشنودی فقط مطلوب ہے ساقی!

کاش ہمیں فقط اس کی خوشنودی ہی مطلوب ہوتی! اور کیا لکھوں......؟ کبھی کبھی خط لکھ دیا کریں۔

والسلام
محتاجِ دعا
ذوالکفل

پس نوشت:

میرا، ایک دوسرے سکول میں تبادلہ ہوگیا ہے۔ نیا پتا یاد سے لکھ لیں۔

آصف انصاری کہاں ہیں؟ مستقلاً لاہور؟ یا صرف سی ایس ایس کر رہے یا کچھ اور بھی؟ میرا سلام کہیے۔ بڑے انصاری صاحب کو (عربی انداز میں) ماتھا چوم کر سلام!

دوسرا خط

ہفتہ۔ ۱۷ر دسمبر ۲۰۰۵ء

املج

وحیدالرحمٰن...... میری جان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

یار، سچ پوچھو تو ''بوریت'' اس ساڑھے تین سال، یا چار سال کے عرصے میں بڑھتے بڑھتے اپنے ''نقطۂ کھولاؤ'' کو چھوا چاہتی ہے۔ یعنی...... ''میں تیزی سے اپنے انجام کی طرف بڑھ رہا ہوں'' (یہ تمہارا پسندیدہ فقرہ رہا ہے نا؟)

ہاں...... لاہور وملتان میں کوئی بدّو کا خیمہ بھی ضرور ڈھونڈتے رہو (بدّو کا ہو کدّو کا نہیں) ورنہ یہ ''اونٹ''...... یہیں کہیں مرکھپ جائے گا۔ یوں بھی پرانی مثل ہے کہ ''اونٹ مکّہ ہی کو بھاگتا ہے۔''

عابد صدیق صاحب مرحوم کی کتاب ''تحسینیات'' تم نے پڑھی؟ اور حافظ صفوان صاحب کے مضامین، طارق حبیب کی کتاب اور شان الحق حقی پر؟ جواب میں ضرور بتلانا۔

ورق کو الٹا لٹکا دو (مراد ورق الٹنا ہے۔ و۔ر۔خ)

یار...... اگر پنجاب یونیورسٹی میں باقاعدہ طالب علمی، ڈاکٹریٹ کے لیے اپنائی جا سکتی ہو تو بتلانا ضرور۔ میں بانتخواہ چھٹی کے لیے UGC کی راہ سے، پیش قدمی کا سوچ رہا ہوں۔

اور؟ ایمن بیٹا کیسی ہے؟ اسے پیار۔ ام ایمن کی ڈاکٹریٹ کا کیا ہوا؟ ان کی خدمت میں سلام!

والسلام

دور افتادہ

ذوالکفل

دھیمے لہجے کی وہ آواز......

سید خالد جاوید مشہدی*

ذوالکفل بخاری نہ جانے کب چپکے سے میرے قریب آ گیا۔ دوست بتاتے ہیں کہ اسے اس کام کا بڑا سلیقہ تھا اور یہ سچ بھی لگتا ہے کہ ہم آپس میں بہت دیر سے ملنا شروع ہوئے اور اس کا تمام تر کریڈٹ بھی ذوالکفل کو ہی جاتا ہے مگر جب ملے تو مجھے بہت افسوس ہوا کہ اتنا پیارا شخص جس کے پاس ہر موضوع پر اتنا علم موجود ہے مجھے اتنی تاخیر سے کیوں ملا۔ یوں ہوتا کہ فون کی گھنٹی بجتی اور نرم سی ایک آواز پنجابی میں گویا ہوتی:

ذوالکفل عرض کررہا ہوں، تھوڑی دیر کے لیے آنا ہے......

وہ آتے اور پھر واقعی تھوڑی دیر کے بعد اٹھ کھڑے ہوتے۔ میرے اصرار پر کہتے:

آپ کا وقت قیمتی ہے اس سے زیادہ ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ میں نہ آتا تو آپ تین صفحات تو ترجمہ ہی کرلیتے۔

مجھے شبہ ہوتا کہ وہ طنز کررہے ہیں۔ دراصل وہ جب بھی آتے مجھے اسی کام میں مصروف پاتے۔

''نہیں شاہ جی! آپ کے آنے سے ذرا ''بریک'' مل جاتا ہے۔''

میں اپنی شرمندگی کم کرتے ہوئے کہتا۔ ان کی گفتگو میں ایک عجیب طرح کی مٹھاس تھی۔ مجھے ان کی سب سے اچھی بات یہ لگتی کہ وہ کبھی کسی کی غیبت نہیں کرتے تھے ورنہ اس عیب سے تو شاید کوئی بچ پاتا ہو۔ پھر فکرِ معاش میں سعودی عرب چلے گئے۔ کافی عرصہ رابطہ منقطع رہا ایک روز اچانک پھر فون بجا، وہی میٹھی سی مخصوص آواز...... آئے تو ہاتھ میں ایک ضخیم کتاب تھی۔

آپ کے لیے اضافی آمدنی کا ایک بڑا ''سورس'' لے کر آیا ہوں۔ انکار سنوں گا نہ بہانہ!

اور واقعی انھوں نے میری معذرت قبول نہ کی۔ میں ان دنوں ایک اور کتاب پر کام کررہا تھا جس پر کام پہلے ہی تاخیر کا شکار تھا لیکن ذوالکفل نے ایک نہ سنی۔ کہنے لگے:

آپ یہ کام کریں اسے چھپنے دیں ان شاءاللہ رزق کا اتنا بڑا دروازہ آپ کے لیے کھلے گا کہ آپ پہلے والے سارے کام بھول جائیں گے۔

*روزنامہ ''نوائے وقت'' ملتان

حقیقت یہ ہے کہ وہ کام خالصتاً ان کی محبت بھرے اصرار پر کیا۔ حق المحنت انھوں نے فی الفور ادا کر دیا۔ میری طرف سے ہی سستی رہی ورنہ میرے لیے بہت کچھ کرنا چاہتے تھے۔ الیاس میراں پوری صاحب بھی بعض اوقات ہمارے درمیان رابطہ بنتے۔ اس کے بعد جب بھی وہ آئے تو خالی ہاتھ نہ آئے۔ میرے لیے آمدنی کا کوئی نہ کوئی ''سورس'' ساتھ لے کر آتے اور میرے ''نہ نہ'' کرتے مسودہ چھوڑ جاتے۔

کچھ عرصہ قبل انھوں نے الیاس میراں پوری کے توسط سے میری CV منگوائی۔ مجھے ان کی باتوں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کوئی ایسا پراجیکٹ شروع کرنا چاہ رہے ہیں جس میں وہ مجھے بھی شریک کرنے کے متمنی ہیں۔ میں نے ایک آدھ بار پوچھنا چاہا مگر وہ شاید سرپرائز دینا چاہتے تھے......اور پھر سرپرائز انھوں نے دے ہی دیا مگر یہ وہ سرپرائز نہ تھا جس کا مجھے انتظار تھا۔ یہ الیاس صاحب تھے جنھوں نے مجھے ان کے انتقال کی اندوہناک خبر سنائی۔ بے اختیار منہ سے نکلا: ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' اخبار کے لوگوں کے لیے حادثات' اموات کی خبریں معمول کی حیثیت رکھتی ہیں، اس لیے خبریں ایک پیشہ ورانہ رویہ کے ساتھ ہی لکھی اور وصول کی جاتی ہیں۔ مگر جب ساتھیوں نے خلافِ معمول میری آواز اور چہرے کی کیفیت دیکھی تو پوچھنے لگے کہ کیا ہوا۔ ''ذوالکفل حادثے میں انتقال کر گئے'' میں نے بتایا تو سب افسوس کرنے لگے۔ دفتر میں ان کے بے شمار ملنے اور جاننے والے ہیں۔ سب ہی افسردہ ہو گئے۔ تفصیلات نہیں مل رہی تھیں لیکن تھوڑی دیر بعد خبریں مختلف جگہوں سے آنا شروع ہو گئیں۔ تھوڑی سی کوشش سے تصویر بھی دستیاب ہو گئی۔ پیشہ ورانہ ضرورت تو پوری ہو گئی تھی مگر خبر نہیں بن پا رہی تھی۔ ایک ساتھی نے پیشکش کی کہ وہ خبر بنا دیں گے مگر یہ گوارا نہ ہوا کہ ایک مخلص دوست کو اپنا آخری خراجِ تحسین میں خود ہی پیش کرنا چاہتا تھا۔ سب ہی اخبارات نے خبر دی۔ ذوالکفل کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ اس کا اندازہ مختلف اخبارات میں شائع ہونے والے ان کے دوستوں کے مضامین سے ہوا۔ خالد مسعود خان سمیت بہت سے دیگر احباب نے بڑی محبت سے اپنے دوست کا ذکر کیا۔ فون کی گھنٹی تو اب بھی دن میں کئی بار بجتی ہے مگر دھیمے سے لہجے کی وہ آواز اب سنائی نہیں دیتی:

''ذوالکفل عرض کر رہا ہوں، تھوڑی دیر کے لیے آنا ہے......''

ذیل کا یہ شعر ذوالکفل پر پوری طرح صادق آتا ہے:

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

''تمھاری یادیں بسی ہیں دل میں''

شعیب ودود*

۱۵؍نومبر سے پہلے میں ہمیشہ ماہِ نومبر کی آمد کا منتظر رہتا تھا مگر اب نومبر ۲۰۰۹ء سے میرے دل و دماغ کی کیفیت نومبر کے لیے یکسر بدل کر رہ گئی ہے۔ کیونکہ مذکورہ بالا تاریخ کو ہی بعد نمازِ مغرب سید ذوالکفل بخاری کی وفات کی خبر سنی تھی۔ اس دن سے لے کر آج تک ذوالکفل بخاری کا نام سن کر مجھے اپنے دل پر قابو ہی نہیں رہتا۔

ذوالکفل میرا ہم عمر بھی تھا اور دوست بھی۔ کاروبارِ زندگانی میں وہ میرا ہم پہلو تو تھا ہی لیکن وہ ان سب باتوں سے کہیں زیادہ میرا استاد بھی تھا یعنی عملی زندگی کا استاد۔ میں اس سے عاجزی کرنا سیکھا کرتا تھا۔ غریبوں کی حمایت بھی میں نے اسی سے سیکھی تھی۔ میں اس کی باتوں سے چوری چھپے یہ نوٹ کرتا رہتا تھا کہ یاس و حرمان اور دکھ درد کے معنی کیا ہوتے ہیں۔ زیردستوں کے مصائب بھی میں نے اسی سے سیکھے تھے۔ سرد آہوں کے رخِ زرد کے معنی وہ ہی مجھے سمجھا گیا۔ ہسپتال کے مریضوں سے مل کر وہ مجھے عملی طور پر سبق دیتا تھا کہ ایسے دردمندوں سے ضعیفوں سے محبت کرنا۔ یہ نہیں کہ وہ مجھے ان الجھی ہوئی گتھیوں کی آسان اردو بتاتا تھا بلکہ وہ اپنی موٹر سائیکل پر میرے ہمراہ جب نکلتا تھا تو میں پہلے ہی بھانپ لیتا تھا کہ ''شاہ جی'' پھر کسی نیک کام کو عملی جامہ پہنانے تپتی دھوپ میں نکل کھڑا ہوا ہے۔ وہ عمل سے اپنی زندگی اور آخرت سنوارنے کا راز چھوٹی عمر میں ہی سمجھ گیا تھا۔ ''یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے'' کی وہ زندہ عملی تصویر بن چکا تھا۔

مگر مجھے اس بات کا علم ہرگز نہ تھا اور یہ علم کسی انسان کو ہو بھی نہیں سکتا کہ ''شاہ جی'' اس کام میں بھی مجھ سے آگے نکل جائے گا، اور مجھے گرد، گدا، گرما گورستان میں چھوڑ کر خود جنت المعلیٰ کی اس خاک تلے گوشۂ عافیت میں آرام فرمائے گا کہ جس خاک تلے ایک طرف تو اپنی روحانی ماں جی کے قدموں میں آسودۂ خاک ہو جائے گا اور دوسری طرف جنت الفردوس کا در ہوگا تو میں اسے ایک دوست کی حیثیت تک ہی محدود رکھتا۔ نہ تو وہ میرا چارہ ساز ہوتا اور نہ ہی غمگسار ہوتا۔ اور نہ ہی وہ طیبہ کی ہواؤں میں اور مکے کی فضاؤں میں میرا ہم سفر ہوتا۔ مگر موت کے زہراب میں زندگی پانے والے صرف اور صرف اپنے وحدہ لاشریک اللہ کے سامنے لبیک کہنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ حکم ربی ملنے پر وہ یہ دیکھنے سے قاصر ہوتے ہیں کہ بوڑھے ماں باپ کا کیا ہوگا۔ بچوں کو یتیم کر جائیں گے۔ سب بہن بھائی ماتم کناں ہو جائیں گے۔ خاندان کے سب

* ذوالکفل بخاری شہید رحمہ اللہ کے بچپن کے دوست (ملتان)

بوڑھے بزرگ اپنے بڑھاپے کے لرزاں لرزاں ہوش وحواس پرغم کا ایک بھاری پتھر رکھ کر بقیہ زندگی گزاریں گے۔ سب یار دوست پھر اکٹھے نہیں ہو پائیں گے کہ انھیں اکٹھا کرنے والا مہمان نواز نہیں رہا۔ انھیں ملانے والا پل ٹوٹ گیا ہے۔ انھیں بلانے والا منادی اب خاموش ہوگیا ہے۔ ان سب کا مشترکہ میزبان اس دارِفانی سے کوچ کرگیا ہے اور ''اب اس شہر میں جی کا لگانا کیا''

رات بھر رہتا ہے زخموں سے چراغاں دل میں
رفتگاں تم نے لگا رکھا ہے میلہ اچھا

ذوالکفل بخاری کی ناگہانی وفات کے بعد یہ بات بھی عیاں ہوگئی کہ اس کا حلقۂ احباب بہت وسیع تھا۔ استاد، ڈاکٹر، وکلا، شاعر، ادیب اور سب سے بڑھ کر غریب لوگ اس کے گہرے دوست تھے۔ نہ صرف لاہور، کراچی اور اسلام آباد بلکہ عرب اور انڈیا کی کئی علمی اور ادبی شخصیات کے ساتھ وہ رابطے میں تھا۔ ان سب احباب کے دل پر ذوالکفل کی رحلت سے جو چوٹ لگی ہے اس چوٹ کا زخم ہر پندرہ نومبر کو پھر سے تازہ ہوا کرے گا اور درد کی کسک بڑھتی رہا کرے گا۔

اِک آگ غمِ تنہائی کی جو سارے بدن میں پھیل گئی
جب جسم ہی سارا جلتا ہو پھر دامنِ دل کو بچائیں کیا

ذوالکفل کی وفات پر میں نے اس کے ضعیف والد محترم اور خاندان کے بزرگوں کو حکمِ ربی کے سامنے صبرِ جمیل کی عملی تفسیر بنے دیکھا تو تقویٰ کی ایک اور صورت بھی سامنے آگئی کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے اگرچہ دل وجان پر بھاری گزریں مگر اس ذاتِ اقدس کے ناموں کی پاک تسبیحات کا ورد پھر بھی زبان پر جاری رہے۔ ذوالکفل کی تدفین جنت المعلیٰ میں ہی ہوگئی اور یوں دوستوں کے صبر کا پیمانہ اس کے تابوت کو نہ دیکھ کر اگرچہ لبریز تو نہ ہوسکا مگر آج ایک سال گزرنے کے باوجود بھی بتانِ وہم وگماں میں ایسے کھو جاتا ہوں کہ کبھی اس سے مشورے کرنے کا سوچنے لگتا ہوں تو کبھی اپنے موبائل نمبرز میں آج بھی موجود اس کے نمبر کو ملانے لگتا ہوں۔ اپنے ای میل باکس میں اس کے دونوں ایڈریس پا کر اس کی بھیجی ہوئی میلز پڑھنے لگتا ہوں تو کبھی یہ سوچنے لگتا ہوں کہ خدا کرے یہ سب جھوٹ ہو اور وہ پردیس سے لوٹ کر آجائے

شام اُڈیکاں فجر اُڈیکاں
آکھیں تے ساری عمر اُڈیکاں
آنڈ گوانڈ دِیوے بلدے
ربّا ساڈا چانن گھلدے

تری یاد پوے تے روواں
ترا ذکر کراں تے ہسّاں
کدرے نہ پینڈیاں دسّاں
وے پردیسیا ...... تیریاں

۴۰ سالہ زندگی میں کم وبیش تیس سال کتابوں، لائبریریوں اور علمی وادبی دوستوں میں بِتا دینے والا ذوالکفل اب ٹی وی چینلز کے علاوہ روزنامہ ''خبریں'' میں کالم نگاری کا آغاز کر چکا تھا۔ وہ اپنی تحریر وتقریر کو بہت جلد منوانے کی خداداد صلاحیتیں رکھتا تھا کہ ایک کار حادثے میں حضرت عزرائیل علیہ السلام نے اسے پیغامِ اجل آن سنایا۔ ذوالکفل کی ادبی، سیاسی اور دینی گفتگو سننے کے لائق ہوتی تھی۔ گھنٹوں کے گھنٹوں وہ بڑی بڑی ادبی وعلمی شخصیات کے ساتھ محوِ گفتگو رہتا تھا مگر افسوس......صد افسوس

بڑے شوق سے سن رہا تھا زمانہ
تمہیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

ذوالکفل کی وفات کے بعد ہم چاروں بھائی بقر عید ۲۰۰۹ء پر اکٹھے ہوئے تو ایک دوسرے سے ہم ایسے تعزیت کر رہے تھے کہ جیسے وہ ہمارا پانچواں بھائی تھا۔ بہت سے لوگوں نے افسوس کرنے کے لیے مجھے فون کیا تو منہ پر چپ سی لگ گئی۔ اب بھی جب میں ذوالکفل کے دوستوں سے ملتا ہوں تو اس جواں مرگ کی صالح عادات واطوار، اس کی نیک خصلت، اس کی ملنسار طبیعت، اس کے سنائے گئے لطیفے یعنی حکایتیں، شکایتیں سب کی سب زیر بحث آتی ہیں۔ وہ برادرِ بزرگ ڈاکٹر عبدالقدوس صہیب سے یونیورسٹی کے معاملات میں رہنمائی لیتا رہتا تھا کیونکہ اس کا ارادہ تو یہی تھا کہ سعودی عرب کی یونیورسٹی ام القریٰ مکہ مکرمہ سے پی ایچ ڈی انگریزی ادب کرنے کے بعد پاکستان کی کسی جامعہ میں پروفیسر ہو جاؤں گا مگر وہ سلسلہ روز وشب سے آزاد ہو کر عدم آباد کا مکین جا بنا مگر تحریروں کی صورت میں اپنی شخصیت کے کئی پرتو اور چھپے ہوئے جوہر اس دنیا میں ہی چھوڑ گیا۔

جوہر انساں عدم سے آشنا ہوتا نہیں
آنکھ سے غائب تو ہوتا ہے فنا ہوتا نہیں

مگر حیرت کے اس جہاں کے عارضی مکینوں کو کیسے سمجھائیں کہ مال اسباب سمیٹنے کے لیے جو مار دھاڑ کر رہے ہیں وہ مال اسباب مستقل زندگی کے لیے وبال جان بن جائے گا۔ ذوالکفل بخاری کا مرغوب موضوعِ سخن ''رزقِ حلال'' تھا

اور عمر بھر وہ اپنے اس پسندیدہ موضوع کو اپنی زندگی میں بھی عملی طور پر اپناتا رہا۔

ذوالکفل کو اگر ہم لوگ بھولتے ہیں تو یہ ہماری بدقسمتی ہوگی کیونکہ اب ایسے خوب سیرت انسانوں کی اس جہانِ حیرت میں کمی ہے۔ جب سے ذوالکفل جنت المعلیٰ میں دفن ہوا ہے اس قبرستان سے ایک تعلق سا پیدا ہوگیا ہے۔ میں تو اکثر و بیشتر یہی سوچتا رہتا ہوں کہ اب جب بھی ان شاء اللہ مکہ جانا ہوا تو جنت المعلیٰ سے جا کر یہ تو ضرور پوچھوں گا کہ

''تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کیے''

جنت المعلیٰ سے بزبان اقبال یوں گفتگو کروں گا

اے ''معلیٰ'' داستاں اس وقت کی کوئی سنا
مسکنِ آبائے انساں جب بنا دامن تیرا
کچھ بتا اس سیدھی سادی زندگی کا ماجرا
داغ جس پر غازۂ رنگِ تکلف کا نہ تھا
ہاں دکھا دے اے تصور پھر وہ صبح و شام تو
''دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایّام تو''

الشریعہ اکادمی گوجرانوالہ
کے زیراہتمام

درس نظامی کے فضلا کے لیے
خصوصی تربیتی کورس
(محرم الحرام تا رجب المرجب ۱۴۳۲ھ)

زیرِنگرانی:
مولانا ابوعمار زاہد الراشدی

☆ **مضامین**: O حجۃ اللہ البالغہ کے منتخب ابواب O مسلم افکار و تحریکات O تقابل ادیان و مذاہب O جدید مغربی فکر و فلسفہ O سیاسیات، معاشیات اور نفسیات کا تعارفی مطالعہ O انگریزی و عربی زبانیں O کمپیوٹر سائنس O مطالعہ اور تحقیق و تصنیف کی تربیت

(ضروری کوائف اور اسناد کی نقول کے ہمراہ درخواستیں ۱۰ ذی الحجہ تک بھیج دی جائیں۔ داخلہ کے لیے ٹیسٹ اور انٹرویو میں کامیابی ضروری ہے)

الشریعہ اکادمی، ہاشمی کالونی، کنگنی والا گوجرانوالہ۔ 0302-6762366 / 0313-7542494

حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ اور مجلس احرار اسلام

ڈاکٹر محمد عمر فاروق*

مجلس احرار اسلام کا قیام تحفظ ختم نبوت کے عظیم ترین مقصد کے لیے عمل میں لایا گیا تھا۔ جس میں محدث العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا اصولی مشورہ شامل تھا۔ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے انفرادی سطح پر تقاریر، مناظرے اور تحریری کام جاری تھا، لیکن یہ کام ایک منظّم جماعت کا متقاضی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ شرف مجلس احرار اسلام کو بخشا کہ جس نے اپنے تاسیسی اجلاس میں ہی فتنۂ قادیانیت کے خاتمہ کو اپنے اغراض ومقاصد میں شامل کیا۔ اس طرح مجلس احرار برِصغیر میں واحد جماعت تھی جس کے منشور میں قادیانیت کے سدِّ باب کو اہم ہدف کے طور پر سامنے رکھا گیا تھا۔

۱۹۳۱ء میں تحریکِ کشمیر کے دوران قادیانیوں کے مخصوص مقاصد کو مجلس احرار نے ہی واشگاف کیا۔ جس کی بدولت کشمیر قادیانیت کے نرغے میں آنے سے بچ گیا۔ احرار رہنما تحریکِ کشمیر سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ قادیان سے مظلوموں کی آہیں بلند ہونا شروع ہوگئیں، جس پر ۱۹۳۳ء میں مجلس احرار اسلام قادیان کی بنیاد رکھی گئی اور دفتر احرار قائم کر دیا گیا، لیکن قادیانیوں نے احرار کارکنوں کو اپنے شدید ظلم وستم کا نشانہ بنایا۔ بالآخر مجلس احرار کی ورکنگ کمیٹی نے مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا عنایت اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو فروری ۱۹۳۴ء میں قادیان میں بحیثیت مبلّغ تعینات کر دیا۔ جنھوں نے وہاں تحفظ ختم نبوت کے مقدس کام کے لیے فضاء سازگار بنائی۔

۱۹۳۳ء کے آخر میں احرار ورکنگ کمیٹی نے ایک انقلابی قدم اٹھایا اور احرار کے شعبۂ تبلیغ کی باقاعدہ بنیاد رکھ دی گئی۔ شعبۂ تبلیغ کے اغراض ومقاصد حسبِ ذیل مقرر کیے گئے:

(۱) شعبۂ تبلیغ مجلس احرار اسلام خالص مذہبی شعبہ ہے۔ سیاسیاتِ ملکی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

(۲) ارتداد و دہریت کی روک تھام کے پیشِ نظر مسئلہ ختم نبوت کی ہر ممکن حفاظت کرنا۔

(۳) مسلمانوں میں تبلیغ اسلام کا شوق پیدا کرنا اور اس کے لیے مبلغوں کی ایک سرگرم جماعت تیار کرنا۔

(۴) ہندوستان اور بیرون ہند میں اسلام کی اشاعت کرنا۔

(۵) خدمتِ خلق اور اسلامی اخلاق کی عملی کیفیت پیدا کرنا۔

*رکن مجلس شوریٰ، مجلس احرار اسلام پاکستان (تلہ گنگ)

شعبۂ تبلیغ کے حسبِ ذیل عہدیدار منتخب ہوئے:

صدر: میاں قمرالدین رئیس اچھرہ (لاہور)

نائب صدر: چودھری افضل حق ایم۔ایل۔سی

جنرل سیکرٹری: مولانا عبدالکریم (سابق قادیانی) ایڈیٹر ہفت روزہ ''مباہلہ''۔

اس کا صدر دفتر اچھرہ (لاہور) میں قائم کیا گیا۔'' (جانباز مرزا'' کاروانِ احرار'' جلد دوم، صفحہ ۵۷، ۵۸)

شعبۂ تبلیغ کے زیرِ اہتمام ۱۹۳۷ء میں قادیان میں کئی کنال اراضی خریدی گئی۔ جہاں مسجد ختم نبوت مدرسہ محمدیہ اور غریب مسلمانوں کے لیے کھڈیاں قائم کی گئیں۔ اس شعبہ میں مولانا عنایت اللہ چشتی کے علاوہ مولانا محمد حیات، عبدالحمید بٹ وغیرہ نے قیامِ پاکستان تک گرانقدر خدمات انجام دیں۔

پاکستان بن گیا تو احرار رہنماؤں نے ۱۹۴۹ء میں سیاست سے دستبرداری کا اعلان کیا، مگر مجلس احرار نے جب سیاسیات سے علیحدگی اختیار کی تو مقصد الیکشن سے علیحدگی تھا، لیکن ملکی اور شہری حقوق سے دستبرداری یا حکومت پر جائز نکتہ چینی سے دستبرداری مراد نہ تھی۔ (روداد مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان۔۱۳۹۱ھ۔ صفحہ ۱۶)

حضرت امیر شریعت قدس سرہ نے فرمایا کہ: ''انگریز چلا گیا، ملک آزاد ہو گیا اور پاکستان معرض وجود میں آ چکا ہے۔ ان حالات میں احرار نے سیاسی پلیٹ فارم کی چنداں ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔ اب ملک کے سب سے بڑے فتنے مرزائیت اور منکرین ختم نبوت کے تعاقب اور اصلاح معاشرہ پر تمام تر توجہ مرکوز ہونی چاہیے''۔

(حوالہ مذکورہ بالا، صفحہ ۱۳، ۱۲)

حضرت امیر شریعت نے ۱۴، جنوری ۱۹۴۹ء کو احرار کانفرنس، لاہور میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''مجلس احرار اب اصلاحی کاموں میں مصروف رہے گی، مسئلہ ختم نبوت اس کا بنیادی مسئلہ ہے سیاست اب ہماری منزل نہیں''۔ (جانباز مرزا۔ حیاتِ امیر شریعت، صفحہ ۳۲۴)

اسی کانفرنس کے آخری اجلاس میں یہ قرارداد بھی منظور کی گئی تھی کہ:

''آئندہ سے مجلس احرار اپنی سعی و عمل کو مسلمانوں کے دینی عقائد و رسوم کو درست رکھنے اور خصوصاً مسئلہ ختم نبوت کی مرکزی اہمیت کو برقرار رکھنے کے لیے تبلیغی سرگرمیوں تک محدود رہے گی جو اراکین و ہمدردانِ احرار زمانہ حال کے موافق سیاسی خدمات سرانجام دینا چاہتا، وہ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے اپنے روایتی اخلاص اور عملی انہماک سے ملک وملت کی خدمت میں حصہ دار بن سکتے ہیں۔'' (حیات امیر شریعت، ص ۱۳۹)

مجلس احرار اسلام کی سیاست سے دستبرداری کے فیصلہ پر سیاسی مزاج رکھنے والے بعض احراری رہنما اور کارکن مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ جن میں مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ بھی شامل تھے۔''

(روزنامہ'' آزاد'' لاہور۔۲۳ نومبر ۱۹۴۹ء بحوالہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری سوانح وافکار از مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی۔ ص ۲۵۱)

اس وقت حضرت جالندھری رحمۃ اللہ علیہ مجلس احرار پنجاب کے صدر تھے۔

(یہ الگ بات ہے کہ مسلم لیگی رہنماؤں نے احرار زعماء کے لیے اپنی کوتاہ دلی اور تنگ نظری کا مظاہرہ کیا تو وہ واپس احرار میں آ گئے۔ جن میں حضرت جالندھری رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے۔ حضرت جالندھری احرار میں واپس آ جانے کے بعد دوبارہ اپنے عہدۂ صدارت پر بحال کر دیے گئے۔)

تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے سلسلہ میں جب ۱۳؍جولائی ۱۹۵۲ء کو پنجاب میں آل مسلم پارٹیز کانفرنس، برکت علی محمڈن ہال لاہور میں منعقد ہوئی۔ جس کا دعوت نامہ احرار رہنما مولانا غلام غوث ہزاروی نے جاری کیا تھا۔ دعوت نامہ کے نیچے احرار کی طرف سے حضرت جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے دستخط تھے اور ان کا نام اور عہدہ اس طرح لکھا گیا تھا:

''مولانا محمد علی جالندھری، ناظم اعلیٰ مجلس احرار پنجاب، ملتان''

(''رپورٹ تحقیقاتی عدالت، برائے تحقیقات فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء''۔ ص ۱۷۴)

۱۸؍جنوری ۱۹۵۳ء کو کراچی حاجی مولا بخش سومرو کی کوٹھی پر شرکائے اجلاس میں مولانا محمد علی جالندھری بھی بحیثیت صدر مجلس احرار پنجاب شریک ہوئے۔ (حوالہ مذکورہ بالا۔ ص ۱۳۲)

جسٹس منیر نے لکھا ہے کہ:

''......اور محمد علی جالندھری نے جو مجلس احرار کے ممتاز ممبر تھے۔ اپنے آپ کو اس تحریک (۱۹۵۳ء) کا دائمی مبلغ بنا دیا۔'' (حوالہ مذکورہ بالا، ص ۱۳۹)

مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا اللہ وسایا صاحب لکھتے ہیں کہ

''تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری نے تحریری بیان داخل کرایا۔ جس میں مجلس احرار اسلام کے مؤقف کو بیان کیا گیا تھا۔'' (''تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء'' از مولانا اللہ وسایا)

اس وقت بھی حضرت جالندھری رحمۃ اللہ علیہ مجلس احرار پنجاب کے صدر تھے۔

مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ اور مجلس احرار پنجاب کی صدارت کے لیے اوپر درج کیے گئے حوالوں کا مقصد یہ ہے کہ مولانا جالندھری رحمۃ اللہ علیہ قیام پاکستان سے لے کر ۱۹۵۴ء تک صرف ایک جماعت مجلس احرار اسلام کے ساتھ وابستہ تھے اور اس کے عہدیدار تھے۔ البتہ جب مجلس احرار کو خلافِ قانون دے دیا گیا تو احرار کی سرگرمیوں کو بحال رکھنے کے لیے جماعت کے شعبۂ تبلیغ کو ۱۹۵۴ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا عنوان دیا گیا۔ جسے بعد میں مولانا جالندھری نے احرار سے الگ کر کے ایک مستقل علیحدہ جماعت کی شکل دے دی۔ یہ مجلس احرار اسلام کے شعبۂ تبلیغ کی مختصر روداد ہے۔ جسے ریکارڈ کی درستگی کے لیے دہرانا ضروری سمجھا گیا ہے۔

ہمارے محترم جناب مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی صاحب (مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت) نے اپنے ایک مضمون

''امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری'' (مندرجہ ماہنامہ ''لولاک'' ملتان، اگست، ستمبر ۲۰۱۰ء) میں چند نکات اٹھائے گئے ہیں۔ یہ نکات نئے نہیں ہیں، بلکہ وقفہ وقفہ سے انھیں مضامین و کتب میں بڑے وثوق سے پیش فرمایا جاتا ہے، لیکن تاریخِ احرار کے طالب علم کے لیے انھیں قبول کرنا ناممکن ہوجاتا ہے۔

(۱) فاضل مضمون نگار نے تحریر فرمایا ہے کہ:

> ''انھوں (امیر شریعت) نے مجلس احرار اسلام بعدازاں مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے کفر و شیطانیت (کذا)، فرنگی استعمار اور ان کے گماشتوں کو ناکوں چنے چبوائے۔''

یہ جملہ بہت ہی حیران کن ہے، احرار اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے درمیان یہ فرق کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ حضرت امیر شریعت آخر دم تک مجلس احرار کے سرپرست رہے۔ احرار اور ختم نبوت الگ الگ پلیٹ فارم نہیں تھے۔ بلکہ جیسے پہلے ذکر آچکا ہے کہ مجلس تحفظ ختم نبوت دراصل مجلس احرار کا شعبۂ تبلیغ تھا۔ جسے ۱۹۵۴ء میں یہ نام اُسے اُس وقت دیا گیا۔ جب احرار کو خلافِ قانون قرار دیا جاچکا تھا۔ تب یہ احرار کی دینی و تبلیغی سرگرمیوں کا سٹیج تھا۔

(۲) محترم مضمون نگار لکھتے ہیں کہ:

> ''آپ (امیر شریعت) نے تقسیم سے پہلے مجلس احرار اسلام اور بعدازاں مجلس تحفظ ختم نبوت الگ الگ پلیٹ فارم سے عظیم الشان خدمات سرانجام دیں۔''

عرض ہے کہ یہ فقرہ تکرارِ لفظی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس کا جواب اوپر آچکا ہے۔ ۱۹۵۸ء میں جب مجلس احرار اسلام سے پابندی ہٹائی گئی تو حضرت امیر شریعت نے مجلس احرار اسلام کے دفتر چوک گھنٹہ گھر، ملتان کا خود افتتاح فرمایا۔ وہاں حضرت امیر شریعت کا سرخ قمیص پہن کر شریک ہونا، احرار کے پرچم کو اپنے دستِ مبارک سے لہرانا اور دوستوں اور کارکنوں کو اس تقریب پرچم کشائی میں سرخ قمیص زیب تن کرکے آنے کا حکم فرمانا، کیا یہ ثابت نہیں کرتا کہ تقسیم کے بعد بھی حضرت امیر شریعت احرار ہی کے سٹیج سے خدمات انجام دیتے رہے۔

> (۳) ''مجلس احرار کے شعبۂ تبلیغ کی قیام پاکستان سے پہلے کی خدمات کا ذکر گزر چکا ہے۔ پاکستان بننے کے بعد مجلس احرار نے ۱۹۴۹ء میں سیاست سے علیحدگی کا اعلان کیا اور یوں احرار کو صرف دینی جماعت کی حد تک محدود کردیا گیا اور مجلس احرار اسلام کو انتخابی سیاست سے علیحدہ ہوکر آئندہ اپنی سعی و عمل کو مسلمانوں کے دینی عقائد و رسوم کو درست رکھنے اور خصوصاً مسئلہ ختم نبوت کی مرکزی اہمیت کو برقرار رکھنے کے لیے تبلیغی سرگرمیوں تک محدود رکھنے کا فیصلہ کرلیا گیا۔''
>
> (قرارداد از شیخ حسام الدینؒ جنوری ۱۹۴۹ء۔ روزنامہ ''آزاد'' ۱۴؍ نومبر ۱۹۴۹ء، بحوالہ ''سید عطاء اللہ شاہ بخاری، سوانح و افکار'' از مولانا اسمٰعیل شجاع آبادی۔'' ص، ۲۴۹)

حوالہ مذکورہ بالا کے مطابق جب مجلس احرارِ اسلام کے بارے میں ۱۹۴۹ء میں دینی عقائد و رسوم کی درستگی اور مسئلہ ختم نبوت کی مرکزی اہمیت کو برقرار رکھنا ہی مقصدِ اوّلیں طے کر دیا گیا تو پھر مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی یہ منطق سمجھ سے بالاتر ہے کہ

> ''قیامِ پاکستان کے بعد ۱۹۴۹ء میں اسے (شعبۂ تبلیغ کو) باقاعدہ جماعتی شکل دے کر ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' نام رکھا گیا، چنانچہ مجلس احرار کے عمائدین میں سے بعض حضرات شاہ جی کی سرپرستی میں اس کے عہدیدار مقرر کیے گئے۔ تا آنکہ ۱۹۵۳ء میں تحریک چلی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت، مجلس احرار اسلام کے شانہ بشانہ رہی''۔
>
> (ماہنامہ ''لولاک'' رمضان المبارک، ۱۴۳۱ھ، صفحہ ۱۸)

اگر رقم السطور کے پیش کردہ گزارشات کو ذہن میں رکھیں تو آپ کو مولانا موصوف کی غلط فہمیوں کی بخوبی ادراک ہو سکے گا۔ اگر موصوف کے بیان کو من و عن مان لیا جائے تو کئی سوالات پھر بھی باقی رہ جاتے ہیں کہ:

(۱) جب مجلس احرارِ اسلام کو ۱۹۴۹ء کی قرارداد کے تحت عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ و بقاء کے لیے مختص کر دیا گیا تو پھر علیحدہ سے ''مجلس تحفظِ ختمِ نبوت'' کے قیام کی ضرورت کیونکر پیش آئی؟

(۲) اور پھر اُن عمائدینِ احرار کے اسمائے گرامی کون سے ہیں، جنھیں حضرت امیرِ شریعت کی سرپرستی میں مجلس تحفظ ختمِ نبوت کا عہدیدار مقرر کیا۔ جب کہ اس عرصہ میں مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ احرار کی عقیدۂ ختمِ نبوت کے لیے مساعی تک محدود ہو جانے کی بنا پر سیاست میں حصہ لینے کے لیے مسلم لیگ میں شامل ہو گئے تھے۔

(سید عطاء اللہ شاہ بخاری سوانح و افکار، از مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، صفحہ ۲۵۱)

(۳) ۱۹۵۳ء کی تحریکِ ختمِ نبوت میں مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کا مجلس احرارِ اسلام کے شانہ بشانہ ہونا خلافِ واقعہ بات ہے، کیونکہ ۱۹۶۲ء کے بعد ہی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت نے باقاعدہ مستقل جماعت کی ہیئت اختیار کی تھی۔ اس سے پہلے مولانا محمد علی جالندھری بحیثیت جنرل سیکرٹری مجلس احرار پنجاب تمام تاریخی ریکارڈ کے مطابق عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کے لیے سرگرمِ عمل دکھائی دیتے ہیں۔

(۴) فاضل مضمون نگار نے مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کا قیام ۱۹۴۹ء میں تحریر فرمایا ہے درحقیقت یہ ایک ایسی غلط فہمی ہے کہ ایک بار غلطی سے اس کا اندراج ہونے کے بعد اسے بار بار تسلسل کے ساتھ اب شعوری کوشش اور دانستہ اپنے جرائد و کتب میں دہرایا جا رہا ہے۔

اب مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کی بنیاد کا سال ۱۹۴۹ء کو ہی نہیں متعین کیا جاتا بلکہ نوبت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ ہمارے محترم مضمون نگار تاریخ کی اُلٹی زقند لگا کر اسے ۱۹۴۹ء کی بجائے ۱۹۳۴ء تک لے گئے ہیں۔ جیسے کہ وہ اپنے ایک تازہ

مضمون میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''مجلس تحفظِ ختم نبوت کی با قاعدہ تشکیل ۱۹۳۴ء میں ہوئی۔'' (مجلّہ ''صفدر''، گجرات، ''شیخ المشائخ نمبر'' باب ۲، صفحہ ۷۷)

اب اگر ان کی اس تازہ ''تحقیق'' کو قبول کر لیا جائے تو خود ان کی اپنی سابقہ تحقیق کا کیا کیا جائے کہ پہلے وہ مجلس کے قیام کو ۱۹۵۴ء اور بعد ازاں ۱۹۴۹ء تحریر فرماتے رہے ہیں اور اب ۱۹۳۴ء کا سال ان کی تحقیق کا حاصل ہے۔ ہمیں اب تو اُس دن کا انتظار ہے کہ جب کوئی محقق اپنی محققانہ محنت ومشقت کو بروئے کار لاتے ہوئے اعلان کرے گا کہ ۱۹۲۹ء کو مجلس احرار کی بجائے مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں آیا تھا۔

بات چل نکلی ہے تو دیکھیں کہاں تک پہنچے

اربابِ مجلس اکثر اپنی کتب میں تواتر کے ساتھ مجلس کے سنِ ولادت ۱۹۴۹ء کے حوالہ کے لیے مجلس احرار اسلام کے ترجمان پندرہ روزہ ''الاحرار'' ۳۰ر اپریل ۱۹۷۰ء کا حوالہ پیش فرماتے ہیں۔ اس حوالہ کے متعلق عرض ہے کہ ''الاحرار'' کے مذکورہ شمارہ میں مجلس احرار کے مرکزی ناظم نشر واشاعت نے بعنوان ''شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت، مجلس احرار اسلام پاکستان کا دوبارہ اجراء'' دوروزہ شہدائے ختم نبوت ڈویژنل احرار کانفرنس ملتان کے آخری اجلاس کے فیصلہ کا اعلان کیا تھا۔ جس میں شعبۂ تبلیغ کے دوبارہ اجراء کے پس منظر اور پیش منظر کی تفصیلات تحریر کی گئی تھیں، جن کا یہاں دہرانا (یقیناً بہت سے نازک مزاجوں کے لیے جان لیوا صدمہ کا باعث بننے کے خطرہ کے پیش نظر) فی الحال مناسب نہیں ہے۔ اس لیے سر دست ''الاحرار'' کا مذکورہ حوالہ کی عبارت کو درج کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ''الاحرار'' میں لکھا گیا تھا کہ

''قیام پاکستان کے بعد حکومتِ وقت کی بعض ناجائز پابندیوں کے باعث احرار کئی دفعہ خلافِ قانون قرار دی گئی۔
جنوری ۱۹۴۹ء میں ردِ مرزائیت کے کام کو سیاسی دست بُرد سے محفوظ رکھنے کے لیے شعبۂ تبلیغ کو الگ جماعت کی صورت دے دی گئی۔''

دراصل یہ ناظم نشر واشاعت کی قلمی فروگزاشت تھی، جس کی تردید واصلاح ''الاحرار'' کے بعد کے شمارے میں کر دی گئی تھی اور اصلاح شدہ عبارت درج ذیل تھی کہ:

''جنوری ۱۹۴۹ء میں حکومت ساتھ بلاوجہ تصادم سے بچنے اور ردِ مرزائیت کی مہم کو سیاسی دست برد سے محفوظ رکھنے کے لیے جماعت کو عارضی طور پر غیر سیاسی قرار دے کر اس سے شعبۂ تبلیغ کا کام لینا شروع کر دیا گیا۔'' (''الاحرار'' ۳۱ رمئی ۱۹۷۰ء)

جب غلطی کو درست کر دیا تو اب جان بوجھ کر اس غلطی کو اپنی تائید کی خاطر دہراتے رہنا نہ صرف تاریخی، بلکہ شرعی طور پر بھی ناپسندیدہ کام ہے اور مسلسل ایسا کیے جانا اخلاق ودیانت کے تقاضوں کے بھی منافی ہے۔

یہ ایک ایسی غلطی ہے کہ جانباز مرزا مرحوم جیسا باخبر آدمی بھی ’’کاروان احرار‘‘ جلد پنجم میں اسی فروگزاشت کو دہرائے بغیر نہ رہ سکا۔ راقم الحروف حیران ہے کہ ۱۹۶۲ء سے لے کر آج تک مجلس تحفظ ختم نبوت کہ جس کی عقیدۂ ختم نبوت کے لیے تاریخی جدوجہد ہماری ملی تاریخ کا روشن باب ہے۔ کیا اس جماعت کے لیے ختم نبوت کے تحفظ کی خدمت کا یہ اعزاز کچھ کم ہے کہ اسے خواہ مخواہ نئے سے نئے ’’سنِ ولادت‘‘ مہیا کر کے تاریخ کو مسخ کیا جائے کہ پہلے اسے ۱۹۵۴ء پھر ۱۹۴۹ء اور اب ۱۹۳۴ء کی پیدائش بتایا جا رہا ہے۔ آج تک ہم سب مرزا غلام احمد قادیانی کی مختلف تاریخ ہائے ولادت کے متعلق قادیانی مصنفین کے بیانات کو تعریض و تشنیع کا نشانہ بناتے چلے آرہے ہیں۔ کیا اب آپ مجلس کے سال ولادت کو بھی مباحث کا ہدف بنانے کا عزم رکھتے ہیں؟

آپ اگر اپنے شیخ، شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان قدس اللہ سرہ العزیز امیر ہفتم مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے حسب ذیل فرمان مبارک پر ہی اعتماد کر لیتے تو یقیناً آپ کو اپنی منزل مل جاتی۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ نے تحریر فرمایا تھا کہ:

’’۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد..... کا یہ عظیم کارنامہ تھا کہ انھوں نے الیکشنی سیاست سے کنارہ کش ہو کر خالصتاً دینی و مذہبی بنیاد پر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بنیاد رکھی۔‘‘

(تحریک ختم نبوت، منزل بہ منزل‘‘ صفحہ ۲۷۔ از حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ)

میرا خیال ہے کہ اب محترم مضمون نگار اور ان کے رفقاء راقم السطور کی ان معروضات سے مطمئن ہو گئے ہوں گے۔

رہا حضرت امیر شریعت اور احرار کا تعلق! تو یہ حقیقت آفتاب جہاں تاب کی طرح روشن ہے کہ حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ مرتے دم تک احرار میں رہے۔ ہمارے اس دعوے پر حضرت شاہ جی کا یہ قولِ صادق برہانِ قاطع ہے کہ:

’’خواہ ساری دنیا مجھے چھوڑ جائے، میں مجلس احرار اسلام کا علم بلند رکھوں گا۔ حتیٰ کہ جب میں مرجاؤں تو میری قبر پر بھی یہ سرخ پھریرا لہراتا رہے گا۔‘‘

(تحریری خطبۂ صدارت، مولانا عبید اللہ انورؒ، جلسہ بیاد حضرت امیر شریعتؒ ۳۰ / اگست ۱۹۶۲ء۔ لاہور)

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

جانشینِ امیرشریعت، امامِ اہلِ سنت، حضرت مولانا

سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک

سید محمد کفیل بخاری

لاہور سے شائع ہونے والے معاصر ماہنامہ ''حق چار یار'' میں چند ماہ سے عبدالجبار سلفی نامی ایک صاحب کا مضمون بعنوان ''یزیدی فتنہ'' قسط وار شائع ہو رہا ہے۔ ستمبر ۲۰۱۰ء کے شمارے میں اس مضمون کی دسویں قسط شائع ہوئی جس کے آغاز میں موصوف نے جانشین امیر شریعت امام اہلسنت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو موضوعِ سخن بنایا ہے۔ اور نہایت توہین آمیز لب ولہجہ اختیار فرمایا ہے۔ موصوف اس تحریر کے ذریعے ایک جیّد عالم دین، فقیہ وقت، شیخ طریقت اور نامور محقق ومصنف کے بارے میں حلقۂ دیوبند کو کیا تأثر دینا چاہتے ہیں، قارئین ملاحظہ فرمائیں۔

لکھتے ہیں:

''اعتدال بڑی نعمت ہے اور اشتعال سراسر نقصان! اشتعال کی بھڑکی انگیٹھی کو ٹھنڈا کرنا بہت مشکل ہوتا ہے...... اکابرین اہلِ سنت کے وصفِ اعتدال نے ہی انہیں سرخرو کیا ہے......شدت، تلخی، غصہ اور تعصب سے فاصلے بڑھتے ہیں کم نہیں ہوتے۔

علماء کرام وارثین انبیاء ہیں اور انبیاء تحمل و بردباری کے فلک بوس پہاڑ ہوتے تھے......اس لیے اس طبقہ کے لیے ٹھنڈا مزاج ہونا ضروری، نہایت ضروری ہے۔ مولانا سید عطاء المنعم شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ''معاویہ'' نامی بیٹے کے ساتھ نوابزادہ نصر اللہ خاں سے ملنے گئے۔ نوابزادہ نے برخوردار کا نام پوچھا...... بتایا گیا۔ معاویہ، انہوں نے کہیں تفنن طبع کے طور پر کہہ دیا...... ''یہ آپ کو مروائے گا''......مقصد یہ تھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات سے دشمنان دین بدکتے ہیں، بھاگتے ہیں اور یہ نام انہیں گوارا نہ ہوگا تو لوگ آپ کے دشمن بن بیٹھیں گے۔ بہرحال کہنے والے کی مراد خدا جانے کیا تھی؟ اور کیا نہ تھی؟ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سمجھا کہ بغضِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے جراثیم اہلِ سنت میں بھی سرایت کر آئے ہیں......اب نوابزادہ مرحوم تو عالم نہ تھے، بالفرض اس جملے سے ان کی کوئی منفی مراد تھی، تو انہیں ''مقام صحابیت'' اور ''شرفِ صحابیت'' سے آگاہ کرنا عالم دین کا کام تھا، اس واقعے نے اور اس جیسے چند دیگر واقعات نے یہ سوچ پیدا کی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع کے لیے یزید کی کاسہ لیسی ضروری ہوگئی ہے......لہٰذا اب حقائق کو بے دردی سے ذبح کر کے اسلاف کے نقوشِ پا کو مٹا کر، حتیٰ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقام کو گرا کر بہرصورت یزید کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا ہے......''

(ماہنامہ ''حق چار یار'' لاہور، صفحہ ۲۰، ستمبر ۲۰۱۰ء)

قارئین! آپ نے سلفی صاحب کی اشتعال کی بھڑکتی انگیٹھی، شدت، تلخی اور غصہ ملاحظہ فرمایا۔

(۱)　حضرت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نواب زادہ نصر اللہ خان صاحب مرحوم کو کیا جواب دیا اور اس میں کیا اشتعال انگیزی اور شدت تھی۔ اس کا کوئی ذکر نہیں۔

(۲)　نواب زادہ صاحب مرحوم سے منسوب جملہ کہ ''یہ آپ کو مروائے گا''۔ اس کی توضیح و تشریح بھی سلفی صاحب نے خود ہی کی۔ اسی طرح حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے جواباً منفی تأثر بھی سلفی صاحب نے خود ہی قائم فرمالیا ہے۔ دونوں شخصیات کے حوالے سے مثبت اور منفی دونوں جملے سلفی صاحب کے اپنے تراشیدہ ہیں۔

یہ ایک نہایت عجیب و غریب نتیجہ ہے، کہ جس کے دونوں ہی مقدمے مفروضہ ہیں۔ صغریٰ بھی مفروض اور کبریٰ بھی۔ اور حد اوسط؟ حد اوسط متکلم کی ثقاہت اور دیانت ہے جس کو گرائے بغیر یہ نتیجہ برآمد نہ ہوسکتا تھا۔

(۳)　حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت حافظ سید محمد معاویہ بخاری دامت برکاتہم ماشاءاللہ حیات ہیں...... اور وہ حضرت سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ مجاز بھی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ:

> ''۱۹۷۴ء کی تحریکِ ختمِ نبوت کے دوران عید گاہ ملتان میں جلسہ تھا جس کی صدارت محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے تھے۔ حضرت والد ماجد مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری اس جلسے میں مجلس احرارِ اسلام کی نمائندگی کرتے ہوئے شریک تھے اور انہوں نے خطاب بھی فرمایا۔ سٹیج پر حضرت والد ماجد کے دائیں طرف محترم نواب زادہ نصر اللہ خان مرحوم اور بائیں طرف سید مظفر علی شمسی (صدر ادارہ تحفظِ حقوقِ شیعہ) بیٹھے تھے۔ شمسی صاحب کے استفسار پر والد ماجد نے میرا تعارف کراتے ہوئے فرمایا...... ''محمد معاویہ، میرا بیٹا ہے''، نام سنتے ہی شمسی کے جسم پر لرزہ طاری ہوگیا۔ حیرانی اور پریشانی کے عالم میں ایک لفظ نکلا ''اوہ!'' ان کی کیفیت ایسی تھی جیسے انہیں کرنٹ لگا ہو۔ نواب زادہ صاحب اس منظر سے لطف اندوز ہوئے اور زیر لب مسکراتے رہے۔ وہ مجھ سے پہلے ہی متعارف تھے اور انہوں نے مجھے پیار بھی کیا۔ بس اتنا واقعہ ہے۔ نہ تو نواب صاحب کا کوئی بات کرنا میرے حافظے میں ہے اور نہ ہی والد ماجد قدس سرہٗ کا۔''

(۴)　جس شخص کی ساری زندگی دفاع و مدحِ صحابہ کرنے اور مسلمانوں کو مقامِ صحابہ سمجھانے میں گزری اور اس مقدس مشن کی آبیاری کرنے کی پاداش میں جس نے اپنوں اور بیگانوں کی مخالفت کی کبھی پروا نہ کی اس شخصیت کو مقامِ صحابیت سمجھانے کی تجویز دینے کی بجائے سلفی صاحب اپنے حدود اربعہ کا تعین کرلیں تو ان کے لیے نفع بخش ہوگا۔

(۵)　سلفی صاحب کو معلوم ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے اپنے والد ماجد حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی

میں اپنا نام ''سید عطاء المنعم '' سے بدل کر ابوذر بخاری اختیار کر لیا تھا اور بیٹے کی نسبت سے ''ابومعاویہ'' کنیت تھی اور وہ تمام عمر اسی نام سے پکارے جاتے رہے۔لیکن سلفی صاحب نے سید ''ابومعاویہ'' لکھنا گوارا نہیں کیا۔

(۶) رہی بات اہلِ سنت میں بغضِ معاویہ کے سرایت کرنے کی تو گزارش ہے کہ اس دفتر کو نہ ہی کھولا جائے تو بہتر ہے۔حقیقتِ واقعی یہ ہے کہ اہلِ سنت کے بعض علماء نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے بہت میں نازیبا اور قابلِ اعتراض باتیں لکھی ہیں۔خود حضرت ابومعاویہ ابوذر بخاری نے جب اپنے بیٹے کا نام ''معاویہ'' رکھا تو بعض بزرگوں نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔جس کا تذکرہ ان کے مرنے کے بعد مناسب نہیں۔(اللّٰہم اغفرلہم وارحمہم)

(۷) امامِ اہلِ سنت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی دینی و علمی حیثیت مسلّمہ ہے۔الحمد للہ وہ علم اور حلم دونوں صفات سے متصف تھے۔......وہ

☆ حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس اللہ سرہٗ کے علمی،فکری اور نسبی جانشین تھے۔

☆ مرشد العلماء حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کے خلیفۂ مجاز تھے۔حضرت رائے پوری نے ان کے پیچھے نمازیں پڑھیں اور رمضان میں تراویح میں ان سے قرآن کریم سنا۔

☆ استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری،حضرت مولانا عبدالرحمٰن کیمل پوری اور حضرت مولانا محمد عبد اللہ رائے پوری (ساہی وال) رحمہم اللہ کے جیّد اور قابلِ فخر شاگرد تھے۔

☆ ان کے اساتذہ،ان کے عقیدہ اور فکر و نظر سے بخوبی آگاہ اور مؤید و حامی تھے۔وہ جامعہ خیر المدارس میں استاذ بھی رہے تھے۔

☆ ۱۹۸۱ء مطابق ۱۴۰۱ھ میں جامعہ خیر المدارس ملتان کے سالانہ جلسہ عام میں خطاب کرتے ہوئے اُنھوں نے فرمایا:

> ''بعض ابلیسانِ عصر حضرت الاستاذ مولانا خیر محمد کی خدمت میں میری جھوٹی سچی چغلیاں لے کر پہنچا کرتے تھے۔ حضرت مولانا نے مجھے طلب فرمالیا،اور پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو؟ میں نے اپنا مؤقف اُن کے سامنے رکھا اور عرض کیا کہ یہی کچھ آپ نے مجھے پڑھایا تھا۔حضرت الاستاذ نے تسلی دی اور فرمایا تم صحیح کہتے ہو اور صحیح مسلک پر ہو۔''

واضح ہو کہ یہ گفتگو برسرِ منبر،سینکڑوں علماء و طلباء کے سامنے کی گئی جس میں حضرت استاذ العلماء کے جانشینان و فیض یافتگان موجود تھے۔

☆ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس اللہ سرہٗ العزیز نے انہیں ''فصیح البیان'' کا خطاب عطا فرمایا۔وہ خیر المدارس کے سالانہ جلسہ میں بڑے اہتمام سے آخری خطاب ہمیشہ حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ

علیہ کا کراتے تھے۔ حضرت مولانا ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ جب تک صحت رہی خیر المدارس کے سالانہ جلسہ میں اُسی اہتمام کے ساتھ شریک ہوتے رہے اور خطاب بھی فرماتے رہے۔

☆ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں لکھا:

''آپ اس وقت پاک و ہند میں علمِ اسماء الرجال کے امام ہیں''

☆ مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ جب آخری بار پاکستان تشریف لائے تو لاہور میں جامعہ اشرفیہ میں قیام فرمایا۔ دورانِ قیام طلباء اور اساتذہ کے ساتھ ایک غیر رسمی نشست میں تشریف فرما تھے کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمۃ اللہ علیہ نے استفسار فرمایا:

''حضرت اس وقت تو ہمیں آپ کی ہمنشینی میسر ہے لیکن آپ عن قریب واپس روانہ ہو جائیں گے، یہ ارشاد فرمایئے کہ پاکستان میں بقیدِ حیات افراد میں سے یا اُن مرحومین میں سے جو کہ اپنے پیچھے علمی اثاثہ چھوڑ گئے ہوں، علماء کی سطح پر علمی مسائل کے حل اور تشفی کے لیے کون سی شخصیت مرجع کی حیثیت رکھتی ہے؟''۔ حضرت علی میاں نے بلاتأمل حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری نوراللہ مرقدہ کا نام لیا۔ پھر شاندار الفاظ میں ان کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا:

> ''حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس مقام کے حامل تھے۔ افسوس! پاکستان کے علماء نے اُن کی شخصیت سے جھگڑے وابستہ رکھے مگر جتنا فائدہ اُن کے علم اور تحقیقی صلاحیتوں سے اُٹھایا جاسکتا تھا کسی نے اِس طرف توجہ نہ کی۔ مجھے اُن کی شخصیت کے علمی پہلو کی طرف حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ نے متوجہ کیا تھا۔ تحقیق کا تعلق تنقید کے ساتھ ہے اور تنقید کا برداشت کے ساتھ۔ یہاں لوگ علمی تحقیق و تنقید ذاتیات سے وابستہ کر کے جھگڑے پیدا کر لیتے ہیں اور بڑی شخصیات کے علمی مقام کی طرف اتنی توجہ نہیں کی جاتی اور نہ ہی اس کا اتنا اعتراف کیا جاتا ہے بلکہ جھگڑے وابستہ کیے جاتے ہیں اور زندہ رکھے جاتے ہیں''۔

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہٗ کے بقول:

> ''مولانا سید ابوذر بخاری کی سوچ، اندازِ تکلم اور خطابت میں اپنے والد ماجد کی بڑی دلکش جھلک موجود تھی۔ بلا کے ذہین، خطابت میں فصاحت و بلاغت انھوں نے اپنے والد سے میراث میں پائی تھی اور اندازِ زندگی بھی اپنے والد کی طرح درویشانہ تھا۔ انھوں نے حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے علوم سے استفادہ کیا تھا اور حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری سے مجازِ بیعت تھے۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ناموس کا تحفظ اور ان اساطینِ امت کے خلاف دریدہ دہنی کرنے والوں کی تردید ان کی زندگی کا خاص مشن تھا اور

اپنی جد و جہد میں انہوں نے بہت سی صعوبتیں جھیلیں، قید و بند کے مراحل سے بھی گزرے لیکن کوئی انہیں اپنے موقف سے متزلزل نہ کر سکا۔''

حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع کو اس لیے زیادہ اہمیت دی کہ دشمنانِ صحابہ کی تنقید کا سب سے زیادہ نشانہ وہی بنے۔ فرمایا کرتے:

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ جماعتِ صحابہ کا دروازہ ہیں۔ دشمنانِ صحابہ کو یہیں روک لو۔ ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم تک پہنچنے ہی نہ دو۔ اس دروازے کے چوکیدار بن جاؤ اور کسی دشمن کو آگے نہ بڑھنے دو۔''

ایک مرتبہ جامعہ خیر المدارس کے سالانہ جلسے میں تشریف لائے تو نمازِ ظہر کے لیے وضو بنا رہے تھے۔ وضو سے فارغ ہوئے تو جامعہ کے ایک استاذ (حال استاذِ حدیث) نے استفسار کیا کہ

شاہ جی! سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے؟

فرمایا: صرف حق پر ہی نہیں، عینِ حق تھے۔ لیکن اس کا یہ مطلب کس نے نکال لیا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ باطل، باغی اور خاطی تھے۔

فرمایا: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں میرا موقف نہیں عقیدہ ہے۔ موقف بدل جاتا ہے، عقیدہ نہیں بدلتا۔ صحابۂ کرام کو تاریخ سے نہیں قرآن و حدیث سے سمجھو تو تمام صحابہ کی محبت دل میں پیدا ہو جائے گی۔

حضرت ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تحریریں اور سینکڑوں تقریریں ان کے مسلک کو سمجھنے کے لیے موجود ہیں۔ وہ پکے حنفی بہادر باپ کے بہادر بیٹے تھے۔ وہ کبھی کسی سے مرعوب نہیں ہوئے۔ انھوں نے ہر مقام پر اپنے مسلک و موقف کو بڑی جرأت سے بیان کیا۔ ہمیشہ سچ بولا جس سے نام نہاد تقدس مآبوں کے فلک بوس بُت زمیں بوس ہو گئے۔ انھوں نے کبھی حقائق کو بے دردی سے ذبح نہیں کیا بلکہ حقائق مسخ کرنے والے مکروہ سبائی چہروں کو بے نقاب کیا انھوں نے اسلاف کے نقوشِ پا کو مٹایا نہیں بلکہ انھیں اجالا۔ بعض ابن الوقت مفاد پرستوں اور مسلک دیو بند کے تاجروں کو مخاطب کرتے ہوئے ایک مرتبہ انھوں نے فرمایا تھا: ''اکابر دیو بند کے نام پر روٹیاں تم نے کھائیں اور مار ہم نے کھائی۔'' وہ علماء دیو بند کے فکر و مسلک کے امین و ترجمان تھے۔ یزید کے بارے میں اُن کا نقطۂ نظر بھی علماء دیو بند کے مسلک کے عین مطابق تھا۔ جسے انہوں نے حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہٗ کے سامنے بیان کر کے اُن کی تائید حاصل کی تھی۔ انہوں نے کبھی بھی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا یزید سے تقابل نہیں کیا۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے مقام کو (نعوذ باللہ) گرایا اور نہ ہی یزید کو اُن کے مقابلے میں بڑھا چڑھا کر پیش کیا ان کا مسلک و موقف احناف کے مطابق اعتدال پر مبنی تھا۔ فرمایا کرتے:

''سیدنا حسین رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ کے محبوب نواسے ہیں، اسی لیے تمام صحابہ اور پوری امت کے محبوب ہیں۔ اللہ کے فضل سے میں حسنی بھی ہوں اور حسینی بھی۔ میری رگوں میں انہی کا پاکیزہ خون دوڑ رہا ہے۔ یزید، تابعی ہے اور یہ مسئلہ علم التاریخ سے تعلق رکھتا ہے، علم العقائد سے نہیں۔ یہی بات حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ نے

ارشاد فرمائی ہے اور یہی میرا مسلک ہے۔''

حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ وہ قرآن کریم کے تقریباً دس پارے روزانہ نمازوں کی سنن اور نوافل میں تلاوت فرمایا کرتے۔ رمضان المبارک میں عشاء سے سحر تک قیام فرماتے، پندرہ پارے روزانہ تراویح میں پڑھتے اور ہر دوسرے دن قرآن کریم ختم کرتے۔ رمضان اور رمضان کے علاوہ اپنی تمام منزل کا ایصالِ ثواب حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم، امہات المؤمنین، بناتِ طاہرات، سیدنا حسن و حسین، تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، اکابر علماء دیوبند خصوصاً حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری، حضرت مدنی، حضرت تھانوی، حضرت عبدالقادر رائے پوری، خانقاہ رائے پور کے تمام مشائخ۔ اپنے استاذ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، اپنے خاندان کے تمام مرحومین، تمام اکابرِ احرار رحمہم اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کرتے۔ حُبِ صحابہ اور دفاعِ صحابہ کے لیے ان کی شخصیت کسی سند کی محتاج نہیں ہے۔

''آفتاب آمد دلیل آفتاب''

وہ اپنے عہد کے جیّد علماء حضرت مفتی شفیعؒ، حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ اور حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ سے ہمیشہ وابستہ رہے۔ وہ اپنے اشکالات اُن کے سامنے پیش کرتے اور خوب استفادہ کرتے۔ انھوں نے اپنی بعض تحریریں بھی ان حضرات کو پیش کیں اور ان کی تجویز و اصلاح کو قبول فرمایا۔ اسی طرح مشائخ میں حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا محمد عبداللہؒ (خانقاہ سراجیہ) اور حضرت میاں عبدالہادیؒ (دین پور) رحمہم اللہ سے رابطہ و تعلق مضبوطی سے قائم رکھا۔ اور اُن سے ہمیشہ دعائیں لیں۔ شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ، حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی اور حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمہم اللہ حضرت ابوذر بخاری رحمہ اللہ سے بہت محبت فرماتے اور بے پناہ اکرام کرتے تھے۔

سلفی صاحب کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ حضرت ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے مزید گفتگو سے پرہیز فرمائیں۔ ہم نے یہ باتیں بڑے ٹھنڈے اور مثبت پیرائے میں لکھی ہیں۔ مقصود صرف اس منفی تأثر کو ختم کرنا ہے جو سلفی صاحب کی تحریر سے قائم ہوا ہے ورنہ انہوں نے جو لب و لہجہ اختیار کیا ہے اس کا جواب دینا اور ان کی بھڑکتی انگیٹھی کو ٹھنڈا کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ اس کا تجربہ سلفی صاحب کے پیش رو کر چکے ہیں۔ ۱۹۸۸ء سے ۱۹۹۰ء تک کے ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے شمارے اس کا بیّن ثبوت ہیں۔ جب ماہنامہ حق چار یار نے ایک طویل بحث میں پسپائی کے بعد خاموشی اختیار کر لی تو ہم نے بھی اخلاقاً اس باب کو بند کر دیا۔ ہم نہیں چاہتے کہ اسے پھر سے کھولیں۔ علم و تحقیق کے دروازے سے داخل ہو کر ذاتیات پر حملہ کرنا شرافت و دیانت نہیں۔ کسی کے بزرگ کو گالی دے کر کوئی شخص اپنی عزت میں اضافہ کر سکتا ہے نہ ہی اپنے پسندیدہ کسی بزرگ کی عزت کو چار چاند لگا سکتا ہے۔ البتہ رسوائی کا سبب ضرور بنتا ہے امید ہے سلفی صاحب اب آگے نہیں بڑھیں گے۔ اسی میں عافیت ہے۔

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ھے

تبصرہ: محمد عابد مسعود ڈوگر

• یادگار ملاقاتیں:

۴۸۰ صفحے کی یہ کتاب بہت ہی دیدہ زیب گیٹ اپ کے حافظ ساتھ حافظ محمد اسحٰق ملتانی نے ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان سے شائع کی ہے۔ کتاب کی ترتیب بہت عمدہ ہے مرتب نے ''اہلِ جنت سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات'' کے عنوان شروع کی ہے۔ اوراس کا اختتام دنیا میں رہتے ہوئے ''اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی چند صورتیں'' سے کیا ہے۔ ہمارے خیال میں مناسب ہوتا اگر پہلی اور آخری ملاقات کی ترتیب الٹ کر لی جاتی۔ کتاب میں جو کچھ بیان ہوا ہے خاص طور پر مرتب نے اسے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی، حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصانیف اور تقاریر سے مرتب کیا ہے۔ ملاقات کے مسحور کن عنوان کے تحت چھپنے والی یہ کتاب پڑھنے والے کو ڈیڑھ ہزار سال پہلے بلکہ اس سے بھی پہلے کی شخصیات سے ملاتی ہے۔ قیمت درج نہیں ہے۔

• ''اکابرینِ وفاق المدارس پاکستان''

کتاب کے مؤلف ومرتب حافظ سید محمد اکبر شاہ بخاری ہیں۔ ۳۳۶ صفحات کی یہ کتاب مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور سے شائع ہوئی ہے۔ قیمت درج نہیں ہے، ٹائٹل عمدہ اور جلد مناسب ہے۔

کتاب کے آغاز سے پہلے حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ کی لکھی ہوئی حمد باری تعالیٰ اور حضرت قاری محمد طیب قاسمیؒ کی مشہور زمانہ نعت اور حضرت سید نفیس الحسینی رحمہم اللہ تعالیٰ کی یادگار نعت پڑھنے والوں کو روحانی غذا فراہم کرتی ہیں۔ کتاب میں جن بزرگوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ تمام اپنے وقت میں امت کے بہترین لوگ تھے۔ ابھی بہت ساری آنکھیں زندہ اور متحرک ہیں جنھوں نے اس کتاب میں یاد کیے گئے بزرگوں کو دیکھا سنا اور ان سے شرفِ تلمذ حاصل کیا ہے۔

آج کے دینی مدارس کے طلباء اگر اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں تو انہیں ایسے بہت سے لوگوں کا ذکر پڑھنے کو ملے گا جن کا نام مدارس کے ماحول میں ہمیشہ گونجتا رہتا ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایسے تمام لوگوں کا تذکرہ اس کتاب میں آ گیا ہے مگر جو کچھ محفوظ ہوگیا ہے وہ غنیمت ہے۔ عام قاری کے لیے بھی اس کتاب میں دلچسپی کا خاصا مواد موجود ہے۔ پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ کیسے کیسے باکمال لوگ دین کی خدمت کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس خطے میں پیدا کیے۔ یہ کتاب علماء

حق کے تذکرہ وسوانح کے ذخیرہ میں ایک خوبصورت اضافہ اوراچھی کاوش ہے۔

● **مرج البحرین:**

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز تصنیف ہے اس کتاب کے موضوع کے متعلق حضرت شیخ خودتحریرفرماتے ہیں:

> ''فقیرعبدالحق بن سیف الدین قادری دہلوی کی جانب سے عرض ہے کہ یہ ایک رسالہ ہے جس کا نام ''مرج البحرین'' ہے۔اور جو دوطریقوں کا جامع ہے جن میں ایک فقہ ہےاور دوسرا تصوف۔ایک شریعت ہےاور دوسرا طریقت،ایک ظاہر ہےاور دوسرا باطن،ایک صورت ہےاور دوسرا معنی،ایک چھلکا ہےاور دوسرا مغز،ایک علم ہےاور دوسرا حال،ایک ہوشیاری ہے دوسرا مستی،ایک مذہب دوسرا مشرب (طریقہ)،ایک عقل ہے اور دوسرا عشق اوراگراس کوسیدھا راستہ اورراہِ استوار کا نام دیا جائے تو جائز ہوگا۔نیز اگر دینِ خالص اور سلامتی کا راستہ کے لقب سے یاد کیا جائے تو روا ہوگا اور دعوتِ حق اور راہِ نجات (سبیلِ رشاد) کہیں تو درست،اور میزانِ عدل اور دستورالعمل گردانیں تو صحیح ہے۔یہ طریقہ فقہ کے ماننے والوں کوطریقِ تصوف کے انکار سے روکتا اوراہلِ تصوف کومذہبِ فقہ کے دائرہ کے اندر رکھتا ہے۔'' (صفحہ۱۵)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی دسویں ہجری کے بزرگ تھے (ولادت:محرم ۹۵۸ھ،وفات:۲۲ربیع الاول ۱۰۵۰ھ) ہندوستان میں شاید ہی حدیث پاک کے اساتذہ کے سلسلۃ الذہب میں کوئی سلسلہ ایسا ہو جس میں حضرت شیخ کا نام نامی نہ آتا ہو یہ کتاب تصوف سے لگاؤ رکھنے والےلوگوں کے لیے خاص طور پر قابلِ مطالعہ ہےاور عام مسلمان بھی اگراس کتاب کا مطالعہ فرمائیں تو بہت ہی فائدے والی بات ہے۔
۱۱۶ صفحے کی یہ کتاب ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان نے طیب اکیڈمی کی ڈیٹ لائن سے شائع کی ہے۔قیمت درج نہیں۔

● **مسائلِ عیدین وقربانی (قرآن وحدیث کی روشنی میں):**　　　　(تبصرہ:سید عطاءالمنان)

مؤلف:مولانا محمد رفعت قاسمی　　صفحات:۲۱۵　　قیمت:۱۲۰روپے　　ناشر:المیزان،الکریم مارکیٹ،اردوبازار،لاہور۔

مولانا محمد رفعت قاسمی،دارالعلوم دیوبند (انڈیا) کے قابلِ فخر مدرس ہیں۔دینی مسائل ان کا محبوب موضوع ہے اوراس عنوان پران کی درجنوں کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔

''مسائلِ عیدین وقربانی'' نہایت اہم موضوع ہے جنھیں مؤلف نے نہایت آسان اورعام فہم انداز میں جمع ومرتب کیا ہے۔ہمارے معاشرے میں بے شمار ایسے دینی مسائل ہیں جن کے نام پر بدعات ورسومات مروج ہیں۔مؤلف نے قرآن وحدیث کی روشنی میں مسائل جمع کردیے ہیں اور بدعات ورسومات کا مدلل رد کیا ہے۔

کتاب بہت ہی نافع اور لائق مطالعہ ہے۔دیدہ زیب سرورق،خوبصورت جلد اورکتابت وطباعت کی تمام خوبیوں سے مرصّع ومزیّن ہے۔

ادارہ

اخبار الاحرار

تخریبی کارروائیوں میں قادیانیوں کا ہاتھ ہے: مولانا محمد الیاس چنیوٹی

چیچہ وطنی (۳۱؍اکتوبر) مسلم لیگی ممبر پنجاب اسمبلی مولانا محمد الیاس چنیوٹی نے کہا ہے کہ فوج ملکی مفاد کا تحفظ کرتے ہوئے کسی کی آلہ کار نہیں بنے گی۔ صدر آصف زرداری فوج کے کندھوں کو استعمال کر کے کچھ حاصل نہیں کر سکتے وہ چیچہ وطنی میں مجلس احرار اسلام کے زونل آفس میں صحافیوں سے گفتگو کر رہے تھے۔ مولانا الیاس چنیوٹی نے کہا کہ صدر آصف زرداری نہ تو قابل اعتماد شخصیت ہیں اور نہ ہی ان کی کسی بات پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس خواجہ محمد شریف کے قتل کی سازش اور چند دنوں سے ہائی کورٹ میں جاری محاذ آرائی میں اسلام آباد پوری طرح شامل ہے جس کے نتیجہ میں ملکی خانہ جنگی کے امکانات کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ ایک سوال کے جواب میں مولانا محمد الیاس چنیوٹی نے کہا کہ این آر او فیض یافتہ لندن کو جائے پناہ سمجھ رہے ہیں لیکن ملک عزیز سے غداری کرنے والوں کو برطانیہ کی مٹی بھی پناہ نہیں دے گی۔ ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ لندن میں بیٹھ کر جذبہ حب الوطنی کے دعویدار الطاف حسین کو چاہیے کہ وطن واپس آ کر ملک وقوم کی خدمت کریں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت برطانیہ اور ایم کیو ایم کی مرکزی قیادت ڈاکٹر عمران فاروق کے قاتلوں کو جان بوجھ کر منظر عام پر نہیں لا رہی ہے۔ مولانا الیاس چنیوٹی نے پوری ذمہ داری سے یہ انکشاف بھی کیا ہے کہ ملک کے موجودہ حالات اور تخریبی کارروائیوں میں قادیانیوں کا ہاتھ ہے۔ جب تک فوج سمیت ملک بھر میں اہم پوسٹوں پر تعینات قادیانیوں کے خلاف مؤثر اقدام نہیں اُٹھایا جاتا، ملکی سلامتی خطرے میں رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی ملک بھر میں امریکی اسرائیلی اور بھارتی حکومتوں کے ایجنٹ کے طور پر کام کر رہے ہیں اور ایٹمی رازوں سمیت دفاعی سرگرمیوں سے دشمن کو مکمل آگاہی فراہم کر رہے ہیں۔ ملکی سلامتی کے لیے امریکی افواج کا پاکستان سے اخراج اور قادیانی سرگرمیوں پر پابندی وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس موقع پر مجلس احرار اسلام کے حافظ محمد عابد مسعود، قاری محمد قاسم، مولانا منظور احمد بھی موجود تھے۔

پرویز مشرف، یہود ونصاریٰ کا حقِ نمک ادا کر رہے ہیں: عبداللطیف خالد چیمہ

چیچہ وطنی (۴؍اکتوبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ سابق صدر پرویز مشرف کے برمنگھم کے جلسہ میں مخالفانہ نعرے لگانے والے ''بھٹکے ہوئے'' نہیں بلکہ خود پرویز مشرف نہ صرف بھٹکے ہوئے ہیں بلکہ گمراہ اور قاتل بھی ہیں پرویز مشرف کے ان ریمارکس کہ ''مخالفانہ نعرے لگانے والے بھٹکے

ہوئے ہیں'' پر تبصرہ کرتے ہوئے یہاں ایک بیان میں عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ پرویز مشرف آل پاکستان مسلم لیگ کا ٹائٹل استعمال کر کے اپنے ناقابلِ معافی جرائم پر پردہ نہیں ڈال سکتے البتہ وہ امریکی وصیہونی مفادات کے بدنام زمانہ ''ایجنٹ'' کے طور پر خود ساختہ جلاوطنی کے دوران عالم کفر سے مراعات کے حق دار ضرور ہیں اور یہود ونصاریٰ ان کا حق الخدمت ادا بھی کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایسے سیاسی عناصر جو پرویزی دور میں ان کے ہمنوا رہے اور آج بولی بدل رہے ہیں ان میں اور ان لوگوں میں جو پرویزی دور میں اپنے مؤقف پر قائم رہے اور صعوبتیں برداشت کیں دونوں میں حدِ فاصل اور فرق ملحوظ رکھنا چاہیے۔ انہوں نے کہا ڈرون حملے یا امریکی و بیرونی اداروں کا پاکستان میں خطرناک اثر ونفوذ اور تیزی سے بڑھتے ہوئے معاشی وسیاسی بحران پرویز دور کی یادگار ہیں مگر افسوس کہ موجودہ حکومت بھی امریکی و پرویزی معاہدات جو ملکی سلامتی کے حوالے سے سوالیہ نشان ہیں کو تسلسل کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہے۔

چناب نگر میں سکیورٹی کے نام پر قادیانیوں کو غنڈہ گردی کا لائسنس جاری کر دیا گیا ہے: ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں

چیچہ وطنی (۱۴ راکتوبر) اہل سنت والجماعت پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں نے کہا ہے کہ بیرونی مداخلت اور اندرونی خلفشار کے خاتمے کے لیے ضروری ہے کہ ''خلافت صحابہ'' کے نظام کو نافذ کر دیا جائے۔ قائد اہلِ سنت مولانا محمد احمد لدھیانوی کی نظر بندی ظلم ہے۔ اِن خیالات کا اظہار انہوں نے مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ سے ملاقات کے موقع پر کیا دونوں رہنماؤں نے اپنی ملاقات میں ملک کی سیاسی و معاشی صورتحال، لوڈ شیڈنگ، دہشت گردی، ڈرون حملوں اور بے گناہ مسلمانوں کے قتل کے پے در پے واقعات پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اسے امریکی و بیرونی مداخلت، سابقہ اور موجودہ حکومت کی ناقص ترین پالیسیوں کا شاخسانہ قرار دیا۔ ملاقات میں دینی قوتوں اور مذہبی رہنماؤں پر زور دیا گیا کہ وہ مسلکی و باہمی اختلافات کی خلیج کو دور کرنے کے لئے اقدامات کریں اور ایسے عناصر پر نظر رکھیں جو قوم اور طبقات کو لڑانے کے لیے دشمن کا حق الخدمت ادا کر رہے ہیں۔ ملاقات میں مولانا محمد احمد لدھیانوی کی بلا جواز نظر بندی کو یک طرفہ کارروائی قرار دیتے ہوئے ان کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا گیا اور کہا گیا کہ کراچی میں پے در پے اہلسنت والجماعت کے رہنماؤں اور کارکنوں کے بہیمانہ قتل کے ملزمان کو عدالت اور قانون کے کٹہرے میں لانے کی بجائے مقتدر قوتیں مجرمانہ جانبداری کا مظاہرہ کر رہی ہیں ایسے میں ملک وملت کے لیے خطرناک اثرات مرتب ہوں گے۔ ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں نے چناب نگر (ربوہ) کی صورتحال پر بھی تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ مصدقہ اطلاعات کے مطابق چناب نگر میں سکیورٹی کے نام پر قادیانیوں کو مسلمانوں کو ہراساں کرنے کا ''لائسنس'' جاری کیا گیا ہے۔ تحریک ختم نبوت کے رہنماؤں کو چناب نگر میں پریشان کیا جا رہا ہے جبکہ امتناع قادیانیت ایکٹ پر عمل درآمد نہیں کرایا جا رہا، عبداللطیف خالد چیمہ نے ان کو بتایا کہ مختلف قادیانی تنظیمیں دن رات آنے جانے والے مسلمانوں

اور دینی اداروں کے کارکنوں کو بے حد پریشان کرتی ہیں اور اسلحہ کے زور پر راستہ بدلنے پر مجبور کیا جاتا ہے انہوں نے کہا کہ مجلس احرارِ اسلام اور تحریک ختم نبوت کے اکابر اور کارکن ۲۷ر فروری ۱۹۷۶ء کو قادیان ۱۹۳۴ء کی طرح فاتحانہ انداز میں ربوہ میں داخل ہوئے تھے اور حکومتی فسطائیت کے باوجود جرأت و استقامت کے ساتھ ختم نبوت کا پھریرا لہرایا تھا۔ تب سے اب تک مسلم زُعما اور مسلم دینی ادارے چناب نگر میں نہائت امن کے ساتھ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ چند ماہ سے قادیانی غنڈہ گردی میں بے حد اضافہ ہوا ہے اگر مرکزی و صوبائی حکومتوں نے مؤثر نوٹس نہ لیا اور قانون کی عملداری قائم نہ کی، قادیانیوں کو اسلامی شعائر کے استعمال سے نہ روکا تو پیش آمدہ صورتحال کی براہ راست ذمہ داری قادیانیوں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں پر عائد ہوگی۔ ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں نے کہا کہ منکرین صحابہ کی شرانگیز کارروائیوں کا مکمل سدباب کرنے کی ضرورت ہے تاکہ توہین صحابہ کے دلخراش واقعات کی روک تھام ہو سکے۔ عبداللطیف خالد چیمہ اور ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں نے مطالبہ کیا کہ کراچی اور کھڑیانوالہ (فیصل آباد) میں قادیانیوں کے ہاتھوں دو مسلمانوں کی ہلاکت کے ذمہ دار ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے دونوں رہنماؤں نے ہارون آباد اور راولپنڈی میں دعویٰ نبوت کے مرتکبین کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کا مطالبہ بھی کیا اور کہا کہ امریکہ و برطانیہ جھوٹے مدعیان نبوت کی پُشت پناہی کر رہے ہیں جبکہ پاکستانی حکمران بعض ملزمان کے لیے بیرون ممالک فرار کی سازشوں میں مصروف ہیں۔

بعدازاں ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں نے حکیم عبدالشکور کی طرف سے دیئے جانے والے ''عشائیہ'' میں شرکت کی۔

مولانا امین الرحمٰن کا قتل اسلام دشمن گروہ کی کارروائی ہے: امیر احرار سید عطاء المہیمن بخاری

کراچی (۵ر اکتوبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری اور سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کراچی میں پے در پے علماء کرام کی ٹارگٹ کلنگ کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے اسے ملک وملت کے لیے تباہی قرار دیا ہے۔ ایک بیان میں انہوں نے جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی کے استاد الحدیث مولانا امین الرحمٰن کی ٹارگٹ کلنگ کو اسلام و وطن دشمن گروہ کی کارروائی قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت اپنی رِٹ کی رَٹ لگا رہی ہے اور قوم کو سیاسی و معاشی بحران کی طرف دھکیل رہی ہے۔ شہریوں کی زندگیاں اور عزتیں محفوظ نہیں جب کہ حکومت امریکی تسلط کے لئے راہ ہموار کر رہی ہے۔ لوگ خودکشیاں کر رہے ہیں اور ادارے تصادم کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ کراچی کو مقتل بنانے میں حکمران اور سیاستدان برابر کے شریک ہیں۔ تمام مسائل کا اصل حل یہ ہے کہ ہم قرآنی وآسمانی تعلیمات کی طرف رجوع کر کے اسلام کے عادلانہ سیاسی و معاشی نظام کو نافذ کرنے والے بن جائیں۔

بلیک واٹر طرز پر کام کرنے والی ایجنسیاں ملک میں انتشار پھیلا رہی ہیں: سید عطاء المہیمن بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ

لاہور (۷ر اکتوبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری اور سیکرٹری جنرل عبداللطیف

خالد چیمہ نے کہا ہے کہ صوفی بزرگ عبداللہ شاہ غازی کے مزار کے احاطے میں خودکُش دھماکے انسانیت پر ظُلم ہے۔ یہ ظلم اُنہی قوتوں کی کارروائی ہے جو امریکی وصہیونی ایجنڈے اور مفادات کے لئے کام کر رہی ہیں، انہوں نے کہا کہ بلیک واٹر طرز پر کام کرنے والی ایجنسیاں اور خفیہ تنظیمیں ملک کو انتشار وافتراق کی راہ پر ڈالنے کے لئے پوراز ور لگا رہی ہیں جبکہ حکمران، مقتدر قوتیں اور لادین سیاستدان ملک کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں انہوں نے کہا کہ مُحب وطن قوتوں کو آگے بڑھ کر اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

قادیانی اور سیکولرسٹ اتحاد ملک کے لیے خطرہ ہے: مفتی ہارون مطیع اللہ

تلہ گنگ (۱۵را کتوبر) فدائے احرار مولانا محمد گل شیر شہید کے نواسے جناب مولانا مفتی ہارون مطیع اللہ نے ۱۵را کتوبر کو مسجد سیدنا ابوبکر صدیق تلہ گنگ میں خطبہ جمعہ دیتے ہوئے کہا کہ ''احرار'' کے تابڑ توڑ حملوں اور اس کے نتیجہ میں عوامی بیداری سے قادیانیوں نے اپنی مکروہ سازشوں اور تخریبی سرگرمیوں کا رخ بدل لیا ہے۔ اب وہ خود کھل کر کچھ کہنے کی بجائے پاکستان کی سیکولر اور لادین لابی کا کندھا اور ان کی زبان استعمال میں لا رہے ہیں۔ سیکولر لابی کو قادیانیوں کی مضبوط پشت پناہی حاصل ہو جانے پر ہی اسے ملک کی نظریاتی سرحدوں کو پامال کرنے کی جرات حاصل ہوسکی ہے۔ اور وہ قادیانیوں کی آشیر باد سے اسلام، پاکستان اور دینی طبقات کے خلاف ژاژ خائی کرنے میں مصروف ہیں۔ مفتی ہارون مطیع اللہ نے کہا کہ پاکستان مسلمانوں کا ملک ہے۔ جس کے آئین کی بنیاد اسلامی اصولوں پر استوار ہے، لہٰذا کسی منکر ختم نبوت یا سیکولر فاشسٹ کو امتِ مسلمہ کے متفقہ عقائد ونظریات کے خلاف گندی زبان استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ انھوں نے کہا کہ مجلسِ احرار اسلام ماضی میں بھی قادیانی، سیکولرسٹ اتحاد کے خلاف فیصلہ کن تحریک چلا کر ان کی مذموم سازشوں کو ناکام بنا چکی ہے اور وہ اب بھی پاکستان کے نظریاتی دشمنوں کا راستہ روکنے کے لیے پوری جرات واستقامت کے ساتھ مستعد اور متحرک ہے۔ مفتی ہارون مطیع اللہ صاحب نے تلہ گنگ سے ''فہمِ ختمِ نبوت خط کتابت کورس'' شروع کرنے پر مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں کو خراجِ تحسین پیش کیا اور اپنے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔ انھوں نے امید ظاہر کی کہ اس کورس کے ملکی سطح پر اجراء سے مسلمانوں کو عقیدۂ ختم نبوت سے آگاہی ہوگی اور وہ منکرین ختم نبوت کے عقائد و نظریات اور ان کی تخریبی سرگرمیوں کا مؤثر انداز میں رد کر کے پاکستان کو اسلام کا گہوارہ بنانے میں اپنا فعال کردار ادا کریں گے۔ جمعۃ المبارک کے خطبہ کے بعد آپ نے بعد نمازِ عشاء مقامی قصبہ کھوٹ میں بھی ایک دینی اجتماع سے خطاب فرمایا اور پھر مرکز احرار تلہ گنگ میں رات کو قیام کرنے کے بعد اگلے دن ایبٹ آباد اور پشاور کے دورہ پر روانہ ہو گئے۔

دینی جماعتوں کے رہنماؤں اور مدارس کے گھریلو کوائف طلب کرنا شہری حقوق کی خلاف ورزی ہے: علماء ساہیوال

چیچہ وطنی (۱۹را کتوبر) ساہیوال ڈویژن کے ایک سو سے زائد علماء کرام اور دینی رہنماؤں نے سپیشل برانچ کے ایڈیشنل آئی جی (پنجاب) کی طرف سے دینی و مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں سے مطلوبہ کوائف کے لئے جاری کئے گئے

''پر فارما'' پر انتہائی ذاتی اور گھریلو خواتین تک کے کوائف طلب کرنے پر شدید احتجاج کیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ اس امر کی انکوائری کرائی جائے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ علاوہ ازیں ہیومن رائٹس فاؤنڈیشن پاکستان کے چیئرمین چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ نے کہا ہے کہ انٹیلی جنس ایجنسیاں ذاتی و گھریلو معاملات اور معلومات تک رسائی سے ایک طرف انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزی کی مرتکب ہو رہی ہیں تو دوسری طرف یہ شہری و اخلاقی حقوق کی بھی خلاف ورزی ہے۔

چنیوٹ میں یومِ فتح قادیان کا اجتماع:

چنیوٹ (۲۳؍اکتوبر) متحدہ ہندوستان میں مجلس احرارِ اسلام کا قیام محدث العصر حضرت سید محمد انور شاہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ کے دیرینہ خواب کی عملی تعبیر ثابت ہوا ۱۴؍مارچ ۱۹۳۳ء کو مجلس احرارِ اسلام ہند کی مجلس عاملہ کا اجلاس ہوا جس میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مفکر احرار چودھری افضل حق، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمتہ اللہ علیہم اور دیگر اکابر بھی موجود تھے متعدد قراردادیں منظور ہوئیں یہ فیصلہ بھی اُسی اجلاس میں کیا گیا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانی دجل و تلبیس کو عیاں کرنے کی مہم تیز کرنے کی ضرورت ہے ایسی اطلاعات کی تصدیق ہو چکی تھی کہ قادیان میں قادیانی اسلحہ سے لیس ہیں ''ادارہ فوجداری'' کے نام سے قادیانی اپنی عدالتیں قائم کر چکے تھے مرزا بشیر الدین احمد نے ''تعزیرات احمدیہ'' کے نام سے متوازی حکومت قائم کر رکھی تھی اور غیر احمدیوں (مسلمانوں، ہندوؤں، سکھوں وغیرہ) کا جینا دوبھر کر دیا گیا تھا۔ قادیان میں مسلم عبادت گاہوں (مساجد) میں اذان تک نہیں ہو رہی تھی کہ مجلس احرارِ اسلام کے شعبۂ تبلیغ تحفظِ ختم نبوت جس کو ہندوستان بھر کی چوٹی کی مذہبی قیادت کی مکمل تائید و حمایت حاصل تھی نے ۲۱ تا ۲۳؍اکتوبر ۱۹۳۴ء کو قادیان میں ''احرار تبلیغ کانفرنس'' کے انعقاد کا اعلان کر دیا۔ اِسی پس منظر میں مجلس احرارِ اسلام نے چنیوٹ میں ۲۲؍اکتوبر ۲۰۱۰ء کو ۷۶ سال قبل اس تذکرے کو زندہ کرنے کے لئے ''یومِ فتح قادیان'' کے نام سے مرکز احرار مدنی مسجد بخاری ٹاؤن (سرگودھا روڈ) میں نماز جمعتہ المبارک سے قبل ایک بڑے اجتماع کا اعلان کیا جس کے لئے چناب نگر، چنیوٹ اور مضافات میں بھرپور مہم چلائی گئی خطیب مسجد احرار چناب نگر مولانا محمد مغیرہ، مولانا محمد طیب چنیوٹی اور احرار کارکنوں نے اِس اجتماع کے لئے بھرپور محنت کی۔ اجتماع کے مہمان خصوصی مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل جناب عبداللطیف خالد چیمہ تھے جبکہ صدارت کے فرائض مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر جناب پروفیسر خالد شبیر احمد نے انجام دیئے انہوں نے فرمایا کہ مجلس احرار اسلام اور تحفظ ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جدوجہد لازم و ملزوم ہے آج کے گھمبیر حالات میں اکابر احرار، شہداء ختم نبوت اور قادیان کی رکاوٹیں توڑ کر ختم نبوت کا پھریرا لہرانے والوں کا پیغام یہی ہے کہ ہم تحفظ ختم نبوت کے لئے اپنی توانائیاں وقف کر دیں۔ مجاہد ختم نبوت عبداللطیف خالد چیمہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ اکابر احرار اور قافلۂ ختم نبوت نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی قیادت میں انگریزی جبر و استبداد کے باوجود قادیان میں ۲۱ تا ۲۳؍اکتوبر ۱۹۳۴ء کو ''احرار تبلیغ کانفرنس'' کا انعقاد کر کے پوری دنیا پر فتنۂ قادیانیت اور مرزا غلام

احمد قادیانی کی حقیقت کو آشکارا کر دیا تھا۔ مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا سید حسین احمد مدنی، پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمتہ اللہ علیہم اور اِن کے پیروکار تحریکِ ختمِ نبوت کی پُشت پر کھڑے تھے۔ مصورِ پاکستان ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، مولانا ظفر علی خان رحمتہ اللہ علیہم اور یونیوسٹائز طبقہ بھی قادیانیوں کو دین وملت کا غدار قرار دے رہا تھا لیکن دنیا پر قادیانیت کا کفر وارتداد واضح کرنے کے لئے مجلس احرارِ اسلام نے قادیان میں شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت قائم کیا اور پورے ہندوستان میں اس کے دفاتر قائم کئے قادیان میں کفر وارتداد کا تسلط اور غرور توڑ کے رکھ دیا۔ فاتحِ قادیان مولانا محمد حیات، مولانا عنایت اللہ چشتی رحمہما اللہ اور دیگر رہنماؤں کی قیادت میں احرار کارکنوں نے جفاکشی اور سرفروشی کی ایک نئی تاریخ رقم کی۔ جھوٹی نبوت کے سامنے شہداءِ ختمِ نبوت کے مقدس خون کی دیواریں کھڑی کی گئیں۔ تب دنیا کو یقین ہو گیا کہ امت مسلمہ سے جذبہ جہاد نکالنے کے لئے برٹش ایمپائر کامیاب نہیں ہوسکتا اور جھوٹی نبوت اسلام کے نام پر نہیں چل سکتی، عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ پاکستان سمیت دنیا بھر میں تحریکِ ختمِ نبوت کی کامیابیاں اور پھیلتا ہو کام اکابر احرار اور مجلس احرارِ اسلام کی بنیادی وکلیدی جانکاہ محنت کا ثمر اور صدقہ جاریہ ہے انہوں نے کہا کہ قادیان میں ۱۹۳۴ء کے بعد ربوہ میں بھی ۱۹۷۶ء میں اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے مجلس احرارِ اسلام اور فرزندانِ امیر شریعت کو اس توفیق واعزاز سے نوازا۔ ۲۷ر فروری ۱۹۷۶ء کو پیپلز پارٹی کی حکومت نے انگریزی استبداد کی یاد تازہ کر دی اور ربوہ میں ریاستی قوت کے بے پناہ استعمال اور فسطائی ہتھکنڈوں کے باوجود بخاری کے روحانی فرزند اور مجاہدینِ ختمِ نبوت پوری شان وشوکت کے ساتھ ربوہ میں داخل ہوئے قادیان کی طرح ربوہ میں غرور وخوف کو توڑا گیا بطلِ حریت مولانا غلام غوث ہزاروی، جانشینِ امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاری، مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہم اللہ نے ربوہ کی تاریخ میں پہلی بار خطاب کیا۔ قائد احرار جانشین امیر شریعت سید ابومعاویہ ابوذر بخاری اور سید عطاء المحسن بخاری کو ۲۷ر فروری ۱۹۷۶ء کو ربوہ سے گرفتار کر لیا گیا۔ آج قافلۂ احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری کی امارت اور غیرت مند قیادت میں اپنی منزل کی طرف آگے بڑھ رہا ہے اور نامساعد حالات کے باوجود ہم الحمدللہ کئی قدم آگے بڑھے ہیں۔ یہ قافلہ اِن شاءاللہ تعالیٰ رک نہیں سکتا۔ انہوں نے کہا کہ چناب نگر (ربوہ) میں سکیورٹی کے نام پر ناکے لگا کر مسلمانوں اور گزرنے والے مرد وزن کو ہراساں اور پریشان کیا جارہا ہے اور لگتا ہے کہ جیسے پھر چناب نگر کو ربوہ بنانے کی کوئی خطرناک سازش ہورہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ چناب نگر میں قائم مسلم دینی وتعلیمی اور رفاہی ادارے ان شاءاللہ تعالیٰ قائم رہنے کے لئے وجود میں آئے ہیں یہ اکابر احرار وختم نبوت کے لگائے ہوئے پودے ہیں ان کی آبیاری ہمارا مقصد حیات ہے اور محبت جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا ہے اجتماع میں منظور کی جانے والی قراردادوں میں مطالبہ کیا گیا کہ پرویز مشرف کے دورِ اقتدار میں ملکی سلامتی کے خلاف امریکہ اور یورپی ممالک سے کئے گئے معاہدات ختم کر کے ڈرون حملے بند کرائے جائیں اور داخلی وخارجی خودمختاری کو یقینی بنایا جائے۔ امتناع قادیانیت ایکٹ پر مؤثر عمل درآمد کرایا جائے! ناکوں کے نام پر چناب نگر میں قادیانی غنڈہ گردی کا خاتمہ کیا جائے اور قانون کی عمل داری کو یقینی بنایا جائے بعد ازاں عبداللطیف

خالد چیمہ نے مولانا محمد مغیرہ، مولانا محمد طیب کے ہمراہ مصنفِ ختمِ نبوت مولانا مشتاق احمد اور خانقاہ سراجیہ سے متعلق چودھری محمد سلیم کی رہائش گاہوں پر منعقدہ ضیافتوں میں شرکت کی اور رات کو چناب نگر مرکز میں احرار ساتھیوں سے ملاقات کی اگلے روز (۲۳؍اکتوبر، ہفتہ) چناب نگر میں قادیانی تسلط اور سرکاری انتظامیہ کی قادیانی نواز پالیسیوں کے حوالے سے انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مرکزی نائب امیر قاری شبیر احمد عثمانی کی رہائش گاہ پر خصوصی اجلاس میں غور وخوص ہوا اور ظہرانے میں شریک ہوئے واپسی پر ٹوبہ ٹیک سنگھ مرکز'' جامع مسجد معاویہ'' میں حافظ محمد اسماعیل اور دیگر ساتھیوں سے ملاقات کی چیچہ وطنی دفتر کے کارکن شاہد حمید اور حافظ محمد سلیم شاہ بھی اُن کے ہمراہ تھے۔

ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری کی دفتر احرار لاہور میں آمد:

ممتاز محقق و مصنف جناب ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری ۲۴؍اکتوبر، اتوار، بعد نمازِ مغرب دفتر احرار لاہور میں تشریف لائے اور مجلس احرارِ اسلام کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری سے ملاقات کی۔ محترم شبیر احمد خان میواتی اور جناب حافظ محمد ندیم ان کے ہمراہ تھے اور لاہور میں یہی دونوں حضرات ڈاکٹر صاحب کے میز بان تھے۔

ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ وہ سال میں ایک مرتبہ لاہور آیا کرتے تھے۔ لیکن گزشتہ چند برسوں سے وہ اپنی پیرانہ سالی اور دیگر ذاتی احوال کی وجہ سے نہ آسکے۔ یہ اسفار وہ خالصتاً اپنے تحقیقی کام کے سلسلے میں کیا کرتے تھے۔ ان کا حالیہ دورہ بھی اسی نوعیت کا ہے۔ ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری نے لاہور میں مختلف علمی و ادبی شخصیات سے ملاقات کی۔ وہ تقریباً ایک گھنٹہ دفتر احرار میں رہے انھوں نے برِّعظیم کی سیاسی اور مسلم لیگ کی تاریخ اور تحریک آزادی میں ان کے کردار پر نہایت علمی و تحقیقی گفتگو کی۔ بموقع مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب ناظم اعلیٰ میاں محمد اویس، مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی، مولانا محمد اشرف اور دیگر حضرات موجود تھے۔ سید محمد کفیل بخاری نے اُن کی آمد پر ان کا شکریہ ادا کیا۔

احرار ختمِ نبوت مشن برطانیہ کے صدر شیخ عبدالواحد کی پاکستان آمد:

چیچہ وطنی (۱۹؍اکتوبر) احرارِ ختمِ نبوت مشن برطانیہ کے صدر شیخ عبدالواحد دو ہفتے کے نجی دورے پر ۷؍اکتوبر کو چیچہ وطنی پہنچے مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ کے علاوہ مقامی جماعت کے ساتھیوں اور دارالعلوم ختمِ نبوت کے اساتذہ وسٹاف نے ان کا بھرپور خیر مقدم کیا ۱۱؍اکتوبر کو مولانا مفتی ہارون مطیع اللہ مدیر جامعہ اصحابِ صفہ کراچی (حضرت مولانا گُل شیر شہید کے نواسے) شیخ عبدالواحد سے ملاقات کے لئے چیچہ وطنی تشریف لائے۔ ۱۲؍اکتوبر کو مفتی صاحب نے شیخ عبدالغنی کی دعوت پر شیخ عبدالغنی ایجوکیشنل کمپلکس کی مجوزہ جگہ پر دعا کرائی جناب محمود احمد محمود بھی موجود تھے بعد ازاں انہوں نے مراکز احرار دیکھے اور رحمان سٹی ہاؤسنگ سکیم میں نئے مجوزہ مرکز احرار'' مسجد ختمِ نبوت'' کی جگہ دیکھی اور دعا کرائی اور شیخ عبدالواحد کے ہمراہ مدرسہ عربیہ رحیمیہ میں دعا کے بعد ڈاکٹر محمد اعظم چیمہ کی ضیافت میں شرکت کی۔ ۱۳؍اکتوبر کو شیخ صاحب کے فرزند شیخ عبدالباسط کی

لاہور میں ہونے والی تقریب نکاح میں شرکت کی اور نکاح پڑھایا اور خالد چیمہ کے ہمراہ دفتر مرکز یہ احرار لاہور تشریف لے گئے جہاں میاں محمد اویس اور دیگر حضرات نے ان کا خیر مقدم کیا۔ ۱۴؍ اکتوبر کو چیچہ وطنی میں شیخ عبدالباسط کے ولیمہ کی تقریب منعقد ہوئی جس میں سید محمد کفیل بخاری اور عبداللطیف خالد چیمہ کے علاوہ چیچہ وطنی جماعت کے رفقاء نے خصوصی شرکت کی۔ ۱۹؍ اکتوبر کو شیخ عبدالواحد واپس گلاسگو روانہ ہو گئے۔

ایران میں حضرت عمرؓ کے مجوسی قاتل کا ''مزار'' شیخ الازہر کا احتجاجاً نائب ایرانی صدر سے ملاقات سے انکار

قاہرہ (مانیٹرنگ ڈیسک) نائب ایرانی صدر اپنے پہلے دورہ مصر کے دوران شیخ الازہر سے ملاقات کرنا چاہتے تھے، علمائے ازہر کی جانب سے فیصلے کی تحسین۔ ایران میں ملعون ابولؤلؤ فیروز کی علامتی قبر ''مزار بابا شجاع'' کے نام سے موجود ہے، انہدام تک کسی ایرانی عہدیدار سے نہ ملا جائے علماء۔ عالم اسلام کی ممتاز اسلامی یونیورسٹی جامعۃ الازہر کے سربراہ نے ایرانی شہر کاشان میں دوسرے خلیفہ راشد سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے مجوسی قاتل ابولؤلؤ فیروز کی علامتی قبر اور مزار کی موجودگی پر احتجاجاً نائب ایرانی صدر حمید بقائی سے ملاقات سے انکار کر دیا۔ ایرانی نائب صدر دونوں ملکوں میں ۳۰ سال بعد فضائی رابطہ بحال ہونے کے بعد اپنے پہلے دورے پر مصر پہنچے تھے۔ جب کہ جامعۃ الازہر کے علماء نے شیخ الجامعہ ڈاکٹر احمد محمد الطیب کی جانب سے ایرانی نائب صدر حمید بقائی سے ملاقات منسوخی کے فیصلے کو سراہتے ہوئے کہا ہے ایرانی عہدیداروں اور جامعۃ الازہر کے ذمہ داروں کے درمیان اس وقت تک ملاقات نہیں ہونی چاہیے جب تک ایران خلیفہ دوئم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے مجوسی قاتل ابولؤلؤ کے ''مزار'' کو منہدم نہیں کرتا۔ ڈاکٹر البری کا کہنا تھا کہ ایران نے مذاہب کو قریب لانے کے اعلانات کو عملی جامہ پہنانے کے لیے کوئی اقدام نہیں کیا۔ انھوں نے کہا کہ ہم ایرانیوں کے ساتھ مذاکرات کا سلسلہ اس وقت تک مسترد رکھیں گے کہ جب تک ایرانی علماء اہل سنت کو گزند پہنچانے والے اقدام، اہل سنت کے عقائد اور صحابہ کرام کی شان میں گستاخی جیسے امور کو ترک کرنے کا عملی ثبوت فراہم نہیں کرتے۔ یاد رہے کہ دوسرے خلیفہ راشد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قاتل ابولؤلؤ کی علامتی قبر اور ''مزار'' ایرانی شہر کاشان میں واقع ہے۔ ابولؤلؤ مجوسی ایران میں بابا شجاع الدین ابولؤلؤ فیروز کے نام سے مشہور ہے۔ مجوسی پر حد نافذ ہونے کے بعد اسے مدینہ میں دفنایا گیا تاہم ایران میں اس کی علامتی قبر اور ''مزار'' موجود ہے۔ (''روزنامہ اسلام'' ملتان، ۹؍ اکتوبر ۲۰۱۰ء)

سعودی عرب علماء کی سپریم کونسل نے صحابہ کرامؓ کے گستاخ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا

ریاض (مانیٹرنگ ڈیسک) جو شخص تمام صحابہ کرام یا ازواج مطہرات میں سے کسی ایک کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوا اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ ازواج مطہرات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد اہل بیت میں شامل ہیں، علماء سپریم کونسل۔ فتوے پر تمام ارکان کے دستخط ہیں۔ سعودی حکومت کے زیر انتظام علماء کی سپریم کونسل نے اپنے ایک تازہ فتوے میں صحابہ کرام کے گستاخ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا ہے۔ ریاض میں علماء کونسل کی جانب سے جاری

فتوے میں کہا گیا ہے کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا احترام اور اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اکرام واحترام اہل سنت کے عقیدے کا جزو ہے۔ جو شخص تمام صحابہ کرام یا امہات المؤمنین میں سے کسی ایک کی بھی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوگا اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور وہ دائرہ کفر میں شمار ہو گا۔ علماء کونسل کے بیان میں کہا گیا ہے کہ امہات المؤمنین اور آپ کی آل اہل بیت میں شامل ہیں۔ اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ صحابہ کے ساتھ بغض رکھنے والے کا ایمان اور اسلام سلامت نہیں رہتا اور وہ دائرہ اسلام سے باہر ہو جاتا ہے۔ سعودی علماء کی جانب سے جاری اس فتوے میں علماء کونسل کے تمام ممبران کے دستخط ثبت ہیں۔ نیز فتوے کی تیاری میں آیات قرآنی اور احادیث رسول کو بطور استناد شامل کیا گیا ہے۔ فتوے کے مطابق جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ہستی کی عزت وتکریم ہمارے ایمان کا حصہ ہے اسی طرح آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت اور عقیدت بھی جزو ایمان ہے۔ ازواج مطہرات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد اہل بیت میں شامل ہیں جیسا کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث ثقلین میں ۳ مرتبہ اس کا ذکر فرمایا۔ اس کے علاوہ قرآن کریم کی آیات بھی ازواج مطہرات کو اہل بیت رسول میں شامل کرنے کی دلیل ہیں۔ العربیہ کی رپورٹ کے مطابق سعودی علماء کے متفقہ فتوے میں کہا گیا ہے کہ جو شخص صحابہ کرام، امہات المؤمنین یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر کسی بھی قسم کی تہمت لگاتا ہے تو وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام تراشی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب بیوی پر الزام لگانا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب بیوی پر الزام (نعوذ باللہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام تراشی کے مترادف ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتی جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ، ازواج مطہرات اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بلا امتیاز محبت اور عقیدت نہ رکھی جائے۔ سعودی علماء کی جانب سے جاری تازہ فتوے میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے احادیث میں وارد مناقب اور فضائل بھی بیان کیے گئے ہیں۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین اہلیہ تھیں، ان کے لیے اللہ کی طرف سے حضرت جبریل علیہ السلام بھی سلام لے کر آئے۔ بیان کے مطابق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر جب ایک شخص نے تہمت لگائی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی صفائی بیان فرماتے ہوئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکیزگی کی ایسی سند عطا فرمادی جو کسی اور کو نہیں مل سکی۔ اللہ تعالیٰ نے خود سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کی تصدیق کی جس کی قرآن کی آیات شاہد ہیں۔ سعودی علماء کی جانب سے یہ فتویٰ ایک ایسے وقت میں سامنے آیا ہے جب گزشتہ دنوں کویت کے ایک شیعہ عالم نے لندن میں تقریب کے دوران ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی شان میں نازیبا زبان استعمال کی تھی۔ اس پر ایران کے مذہبی پیشوا خامنہ ای نے بھی تمام اصحاب اور ازواج مطہرات کے تقدس کو لازمی قرار دیا تھا اور صحابہ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی مذمت بھی کی تھی۔ (''روزنامہ اسلام'' ملتان، ۱۱/اکتوبر ۲۰۱۰ء)

ادارہ

مسافرانِ آخرت

● مولانا قاری غلام رسول شوقؔ صاحب کی والدہ مرحومہ، کوٹلہ ضلع گجرات۔ امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم، جناب عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری اور حافظ ضیاء اللہ ہاشمی نے تعزیت ودعائے مغفرت کی۔

● **سالار چودھری اللہ رکھا مرحوم:** مجلس احرار لاہور کے قدیم کارکن۔ انتقال ۱۲/اکتوبر ۲۰۱۰ء لاہور۔

● **چودھری نصیر احمد فیروز پوری مرحوم:**

حاجی غضنفر علی (بوریوالہ) اور چودھری خالد محمود چک ۳۹۔۱۲/ایل (چیچہ وطنی) کے قریبی عزیز چودھری نصیر احمد فیروز پوری گزشتہ دنوں انتقال فرما گئے۔

● **مولانا مفتی عطاء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔** اوکاڑہ کے معروف عالمِ دین، آپ نے ساری زندگی خدمتِ دین میں بڑی سادگی سے گذاری۔

● **شیخ محمد طارق مرحوم،** موتی بازار لاہور۔ انتقال ۲۷/ستمبر، بروز پیر

● **چودھری کرم الٰہی مرحوم:** مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے کارکن جناب عیش محمد کے سسر اور محمد معاویہ رضوان کے نانا۔ انتقال، یکم اکتوبر ۲۰۱۰ء ملتان۔

● **حبیب اللہ نمبردار مرحوم:**

ٹوبہ ٹیک سنگھ کے چک نمبر ''۳۳۵ گ ب'' کے حبیب اللہ نمبردار ۱۰/اکتوبر کو انتقال فرما گئے۔ حضرت پیر جی عبدالعلیم رائے پوری شہید رحمۃ اللہ علیہ (چیچہ وطنی) کی مجلس کے زندہ دلان میں ان کا خصوصی شمار تھا۔ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ سے خصوصی محبت رکھتے تھے۔ اپنے فرزندان سے کہہ رکھا تھا کہ جنازہ حضرت پیر جی مدظلہ سے پڑھائیں لیکن وہ پہلے سے طے شدہ مصروفیت کے باعث جنازہ کے موقع پر نہ پہنچ پائے۔ حضرت پیر جی عبدالحفیظ رائے پوری مدظلہ العالی (چک ۱۱ والے) نے ۱۱/اکتوبر کو نماز جنازہ پڑھائی۔ ۲۲/اکتوبر کو حضرت پیر جی مدظلہ العالی اور عبداللطیف خالد چیمہ نے چک نمبر ۳۳۵ گ ب میں مرحوم کی رہائش گاہ پر مرحوم کے فرزند محمد امین، محمد فاروق، محمد رفیق اور دیگر سے تعزیت کا اظہار کیا اور دعائے مغفرت کی۔ حاجی محمد رشید رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند مولانا محمد بن محمد رشید اور دیگر ساتھی بھی موجود رہے۔

● **چودھری محمد اکرم مرحوم:** محمد نوید طاہر ناظم نشریات احرار بوریوالہ کے خالو چودھری محمد اکرم، انتقال: ۲۵/اکتوبر کو چک نمبر ۳۹۔۱۲/ایل (چیچہ وطنی)

● **حاجی محمد عثمان مرحوم:** مجلس احرار اسلام اوکاڑہ کے صدر شیخ نسیم الصباح کے بھانجے۔ انتقال: ۸/اگست ۲۰۱۰ء

● **الحاج محمد عظیم زرگر رحمہ اللہ:**

ہمارے کرم فرما اور نقیبِ ختمِ نبوت کے قاری ڈاکٹر عبدالشکور عظیم صاحب (سناواں، ضلع مظفر گڑھ) کے والد ماجد۔ انتقال: ۳ر شوال ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۲ر ستمبر ۲۰۱۰ء بروز اتوار۔ دورانِ سفرِ عمرہ جدہ۔ مرحوم بہت ہی صالح انسان تھے۔ حجازِ مقدس میں موت کی متمنی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آرزو پوری کر دی اور وہیں حدودِ حرم میں ایک قبرستان میں آسودۂ خاک ہوئے۔

● گوجرانوالہ میں ہمارے کرم فرما جناب خورشید علی صاحب کی دختر اور جناب ضیا طاہر چودھری صاحب کی بھانجی گزشتہ ماہ انتقال کر گئیں۔ مرحومہ نہایت صالح خاتون تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین) قارئین سے دعاء مغفرت اور ایصالِ ثواب کے اہتمام کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

دعائے صحت

● مجلس احرار اسلام لاہور کے صدر چودھری محمد اکرام صاحب علیل ہیں۔ وہ جماعت کے معمر ترین کارکنوں میں سے ہیں۔

● مجلس احرارِ اسلام اوکاڑہ کے صدر شیخ نسیم الصباح کافی دنوں سے علیل ہیں۔

احباب وقارئین کی خدمت دعاء صحت کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحتِ کاملہ عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆

ترکِ قادیانیت اور قبولِ اسلام

● کھاریاں (نامہ نگار) اکتوبر، محلّہ شمالی کھاریاں کے رہائشی چوہدری نصیر احمد نے اپنے گھرانے کے ہمراہ قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلیا۔ چوہدری نصیر احمد گزشتہ روز اپنی فیملی سمیت جامع مسجد سائیں رحمت والی کے خطیب مولانا محمد یونس چشتی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ اس موقع پر گفتگو کرتے ہوئے چوہدری نصیر احمد نے کہا کہ میں دینِ اسلام کو سچا مذہب مانتا ہوں اور ختمِ نبوت پر دل وجان سے کامل یقین رکھتا ہوں۔ (۱۳ر اکتوبر ۲۰۱۰، روزنامہ پاکستان)

....

● بہاولپور (پ ر) جامع مسجد مدنی بیرون شکار پوری گیٹ بہاولپور میں نارووال کے رہائشی ایک قادیانی نوجوان امتیاز احمد ولد مشتاق احمد نے قادیانیت چھوڑ کر اسلام کی حقانیت کو سامنے رکھتے ہوئے قاری عبدالعزیز احرار کے ہاتھوں اسلام قبول کرلیا۔ اس کا نیا نام محمد علی رکھا گیا ہے اس موقع پر مدنی مسجد میں محترم جناب بلیغ الرحمٰن ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی بہاول پور کے علاوہ اہل محلّہ کے معززین حاجی محمد اسلم، حافظ منیر احمد، شوکت علی خان، حافظ محمد ابراہیم، محمد عرفان، اختر شاہ، عمران غوری اور لوگوں کی کافی تعداد موجود تھی، نومسلم نے کہا کہ میں نے مولانا طارق جمیل کی تقاریر سے متاثر ہوکر اسلام قبول کیا، اس نے کہا کہ غلام احمد قادیانی کافر ہے اور اس کو ماننے والے بھی کافر ہیں۔ (۱۵ر اکتوبر ۲۰۱۰ء، روزنامہ بہاولپور پوسٹ، بہاولپور)

ماہنامہ مسیحائی کراچی

★ تحریک ختم نبوت کا مکمل آئینہ ★ تاریخی دستاویز اور معلومات کا خزینہ

★ قادیان میں مجلس احرار اسلام کا معرکہ ★ تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۳۴ء ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی مکمل تفصیلات ★ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی کارروائی ★ قومی اسمبلی میں پرندے کا معجزہ ★ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے ملتِ اسلامیہ کی تاریخ ساز قربانیاں ★ قادیان سے اسرائیل تک اسلام دشمن سازشیں بے نقاب ★ اسلام اور مرزائیت کا اصولی اختلاف ★ ختم نبوت پر ایک محققانہ نظر ★ ظفر اللہ خان اور ڈاکٹر عبدالسلام کا حقیقی چہرہ ★ برصغیر اور مسلم دنیا کے نامور علماء، وکلاء اور معروف اہل قلم ودانش کی گراں قدر اور چشم کشا تحریروں کا گراں قدر مجموعہ

قیمت: ۴۵۰/ روپے ضخامت: گیارہ سو صفحات

مدیر اعلیٰ: مخدوم زادہ احمد خیر الدین انصاری

ماہنامہ مسیحائی کراچی، B-197 بلاک A نارتھ ناظم آباد کراچی 74700 پاکستان

فون نمبر: 36630641 21 92+ موبائل نمبر: 0332-23569913

قارئین متوجہ ہوں

قارئین کی طرف سے اکثر یہ شکایت موصول ہوتی ہے کہ ہمیں سالانہ چندہ ختم ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ملی اور رسالہ بند کر دیا گیا ہے۔ اس شکایت کے ازالے اور قارئین کی سہولت کے لیے لفافے پر پتا کے اوپر مدت خریداری درج کر دی گئی ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ درج شدہ مدت کے مطابق اپنا سالانہ چندہ ارسال کر کے اگلے سال کی تجدید کرالیں۔ اکثر قارئین کا زرتعاون سالانہ ستمبر ۲۰۱۰ء میں ختم ہو چکا تھا۔ اس کے باوجود پہلے نومبر ۲۰۱۰ اور اب دسمبر ۲۰۱۰ء کا شمارہ انھیں بھی ارسال کیا جا رہا ہے۔ براہِ کرم نومبر میں ہی اپنا سالانہ زرِتعاون ۲۰۰ روپے ارسال فرما کر نئے سال کے لیے تجدید کرالیں۔ بصورت دیگر آئندہ شمارے کے لیے معذرت! (سرکولیشن منیجر)

''نقیب ختم نبوت'' کی ترسیل، شکایات اور دیگر معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 0300-7345095

ماہنامہ مسیحائی کراچی

★ تحریک ختم نبوت کا مکمل آئینہ ★ تاریخی دستاویز اور معلومات کا خزینہ

★ قادیان میں مجلس احرار اسلام کا معرکہ ★ تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۳۴ء، ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی مکمل تفصیلات ★ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی کارروائی ★ قومی اسمبلی میں پرندے کا معجزہ ★ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے ملتِ اسلامیہ کی تاریخ ساز قربانیاں ★ قادیان سے اسرائیل تک اسلام دشمن سازشیں بے نقاب ★ اسلام اور مرزائیت کا اصولی اختلاف ★ ختم نبوت پر ایک محققانہ نظر ★ ظفر اللہ خان اور ڈاکٹر عبدالسلام کا حقیقی چہرہ ★ برصغیر اور مسلم دنیا کے نامور علماء، وکلاء اور معروف اہل قلم و دانش کی گراں قدر اور چشم کشا تحریروں کا گراں قدر مجموعہ

قیمت: /۴۵۰ روپے ضخامت: گیارہ سو صفحات

مدیر اعلیٰ: مخدوم زادہ احمد خیر الدین انصاری

ماہنامہ مسیحائی کراچی، B-197 بلاک A نارتھ ناظم آباد کراچی 74700 پاکستان

فون نمبر: 36630641 21 92+ موبائل نمبر: 0332-23569913

قارئین متوجہ ہوں

قارئین کی طرف سے اکثر یہ شکایت موصول ہوتی ہے کہ ہمیں سالانہ چندہ ختم ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ملی اور رسالہ بند کر دیا گیا ہے۔ اس شکایت کے ازالے اور قارئین کی سہولت کے لیے لفافے پر پتا کے اوپر مدت خریداری درج کر دی گئی ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ درج شدہ مدت کے مطابق اپنا سالانہ چندہ ارسال کر کے اگلے سال کی تجدید کرالیں۔ اکثر قارئین کا زرتعاون سالانہ ستمبر ۲۰۱۰ء میں ختم ہو چکا تھا۔ اس کے باوجود پہلے اکتوبر ۲۰۱۰ اور اب نومبر ۲۰۱۰ء کا شمارہ انھیں بھی ارسال کیا جا رہا ہے۔ براہِ کرم نومبر میں ہی اپنا سالانہ زرتعاون ۲۰۰ روپے ارسال فرما کر نئے سال کے لیے تجدید کرالیں۔ بصورت دیگر آئندہ شمارے کے لیے معذرت! (سرکولیشن مینیجر)

”نقیب ختم نبوت“ کی ترسیل، شکایات اور دیگر معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 0300-7345095

بیاد مجددِ بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جامعہ بستانِ عائشہ

بانی

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قائم شدہ

1989

کی تعمیر شروع ہے

چھے درس گاہیں، وضوخانہ اور طہارت خانے تعمیر ہو چکے ہیں۔ تین درس گاہوں کی تعمیر باقی ہے۔

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

مخیر حضرات

نقد رقوم، اینٹیں، سیمنٹ سریا بجری اور دیگر سامانِ تعمیر دے کر جامعہ کے ساتھ تعاون فرمائیں

- ★ طالبات کے بیٹھنے کے لیے فرنیچر اور کتابوں کی الماریوں کا کام جاری ہے
- ★ جامعہ میں وفاق المدارس کے نصاب کے مطابق شعبہ حفظ و ناظرہ، ترجمۂ قرآن و تفسیر اور فقہ کی تعلیم جاری ہے

نوٹ

اپنے عطیات، زکوٰۃ و صدقات جامعہ کو عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ تاکہ جامعہ کا تعلیمی سلسلہ بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہ سکے۔ (جزاکم اللہ خیر)

فی کمرہ لاگت

3,00,000

(تین لاکھ روپے)

تخمینہ

30,00,000

(تیس لاکھ روپے)

رابطہ

061 - 4511961

0300-6326621

ترسیلِ زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان

بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

الداعی الی الخیر ابن امیرِ شریعت سید عطاء المہیمن بخاری مہتمم جامعہ بستانِ عائشہ ملتان

مرکز تحقیق اسلامی کے زیر اہتمام جامعہ اسلامیہ کاموں کے میں فضلاء درس نظامی کیلیے

۱۴۳۲ھ یکم محرم الحرام سے ۱۰ صفر تک

40 روزہ خطابت کورس

زیر نگرانی: خطیب اسلام حضرت مولانا
عبدالرؤف فاروقی مدظلہ

خصوصی تدریس و تربیت

فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا
ڈاکٹر الیاس فیصل صاحب
فاضل مدینہ یونیورسٹی

فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا
عمر رشید
فاضل مدینہ یونیورسٹی

شرائط

☆ درس نظامی کا فاضل ہو
☆ چالیس روز تک منتظمین کی ترتیب کا پابند ہو
☆ داخلہ بذریعہ انٹرویو ہوگا

خصوصیات

☆ خطابت کے مختلف پہلوؤں ☆ (عوامی خطابت، مکالمہ، مباحثہ، مذاکرہ، درس قرآن و حدیث و مسائل فقہ اسلامی وغیرہ کی عملی اور فنی تربیت) ☆ قرآن، سنت، آثار صحابہؓ اور اسلامی فقہ کے موثر انداز میں ابلاغ کے طریقے ☆ معروف نظریاتی خطباء کی ویڈیو، آڈیو تقریروں سے رہنمائی ☆ دور جدید میں ذرائع ابلاغ پر گفتگو اور اظہار مافی الضمیر کی تربیت ☆ معروف دینی رہنماؤں اور خطباء کے ساتھ خصوصی نشست ☆ شرکاء کورس کا قیام و طعام اور نقد وظیفہ ادارہ کے ذمہ ہوگا

داخلہ کا طریق کار سادہ کاغذ پر اپنے ضروری کوائف کے ساتھ درخواست درج ذیل طریقہ سے ۱۰ ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ تک پہنچنا ضروری ہے

(1) بذریعہ ڈاک: پتہ: خطیب جامع مسجد خضراء سمن آباد لاہور

(2) دستی: مسجد خضراء یا جامعہ اسلامیہ (ٹرسٹ) جی ٹی روڈ کاموں کے ضلع گوجرانوالہ

(3) ای میل: almazahib@yahoo.com

المشتہر: مرکز تحقیق اسلامی پاکستان 0300-9405178-0300-4731347

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

بانی: سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قائم شدہ: 28 نومبر 1961ء

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

خصوصیات

★ الحمدللہ مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی وفکری سفر میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے
★ اس سال درجہ متوسطہ سے درجہ سادسہ تک داخلے ہوئے ★ دارالافتاء کا قیام عمل میں آیا
★ انگلش، عربی لینگویج کے لیے خصوصی کلاسز ★ میٹرک کا امتحان درجہ اولیٰ کے ساتھ
★ صرف ونحو کا، ماہر اساتذہ کی نگرانی میں اجراء ★ قیام وطعام، وظیفہ اور علاج کی سہولت
★ علمی، فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت ★ تقریر وتحریر کی تربیت ★ لائبریری
★ ماہانہ مجلس ذکر ★ سالانہ ختم نبوت کورس ★ طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ وناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری، مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے

تعمیری منصوبے

• دارالقرآن • دارالحدیث • دارالمطالعہ اور دارالاقامہ کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دومنزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔ لاگت فی کمرہ تین لاکھ روپے ہے۔ صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد وسامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔
نیز طلباء کی ضروریات کے لیے زکوٰۃ وعشر، صدقات اور عطیات سے تعاون فرمائیں۔

ترسیلِ زر:
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

رابطہ
[illegible]
0300-6326621
majlisahrar@yahoo.com
majlisahrar@hotmail.com

الداعی الی الخیر: ابن امیرِ شریعت سید عطاء المہیمن بخاری
مہتمم مدرسہ معمورہ ملتان

سکول، کالج اور دینی مدارس کے طلباء و طالبات نیز تمام خواتین و حضرات کے لیے

ایک شاندار موقع

فہمِ ختمِ نبوت خط کتابت کورس

داخلہ جاری ہے

آغاز یکم محرم الحرام ۱۴۳۲ھ
دسمبر ۲۰۱۰ء

- خط کتابت کے ذریعے گھر بیٹھے عقیدۂ ختم نبوت سے مکمل آگاہی اور منکرینِ ختم نبوت کے عقائد و نظریات سے واقفیت حاصل کریں۔
- داخلہ کے لیے سادہ کاغذ پر اپنا نام، ولدیت، تعلیم و پیشہ، فون نمبر اور ڈاک کا مکمل پتا لکھ کر ارسال کریں۔
- ایک لفافہ میں صرف ایک ہی درخواست بھیجیں۔
- کورس مکمل کرنے پر ایک خوبصورت سند، جبکہ نمایاں کارکردگی پر شرکاء کو خصوصی تحائفِ کتب دیئے جائیں گے۔

رابطہ **دفتر مجلس احرار اسلام**
0300-5780390
0300-4716780

مسجد سیدنا ابوبکر صدیقؓ، تلہ گنگ (غرب) ضلع چکوال (پنجاب)

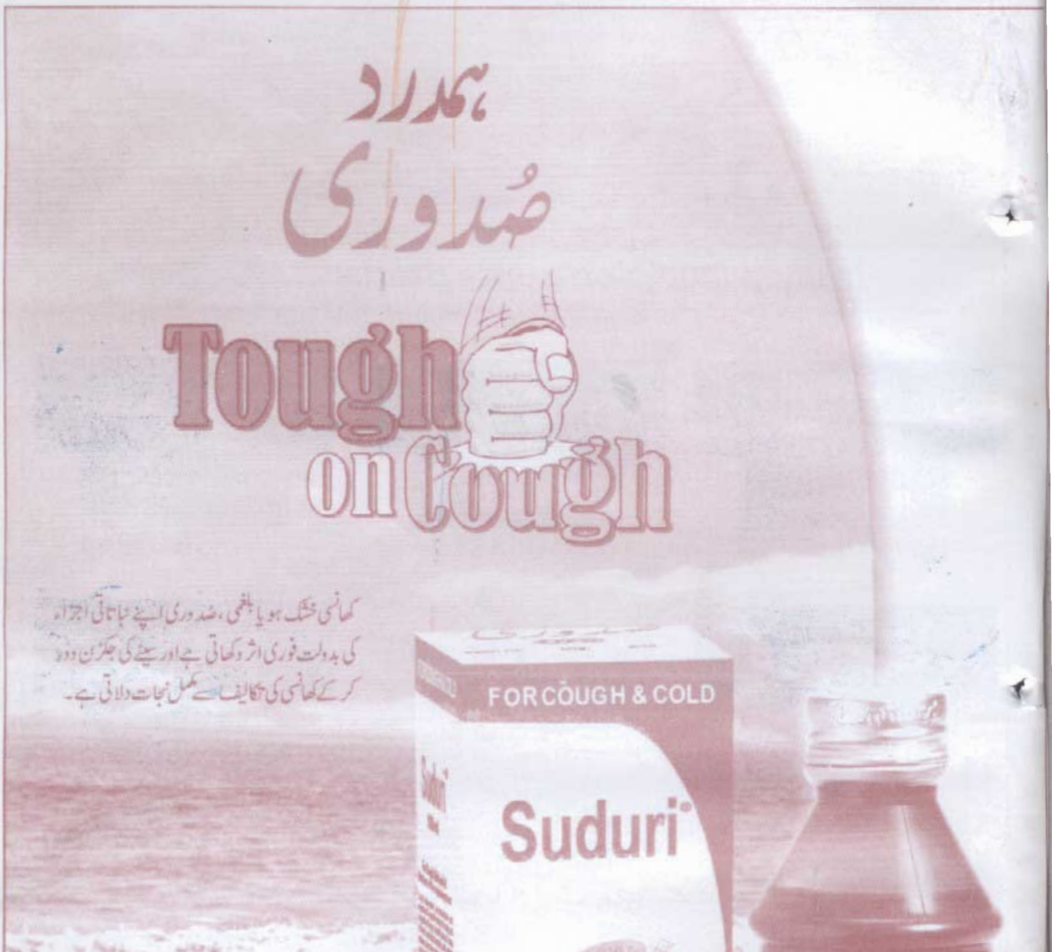
ہمدرد
صُدوری
Tough on Cough
کھانسی خشک ہو یا بلغمی، صدوری اپنے نباتاتی اجزاء
کی بدولت فوری اثر دکھاتی ہے اور سینے کی جکڑن دور
کر کے کھانسی کی تکالیف سے مکمل نجات دلاتی ہے۔
FOR COUGH & COLD
Suduri
Hamdard
Manufactured by: Hamdard Laboratories (Waqf) Pakistan
صُدوری
120
ہمدرد
ہمدرد لیباریٹریز (وقف) پاکستان
شوگر فری میں بھی

CARE PHARMACY کئیر فارمیسی

Trusted Medicine Super Stores

اقبال سٹیڈیم
بالمقابل سندباد
041-2605733

مدینہ ٹاؤن
سوساں روڈ
041-8543127

سلیمی چوک
اعوان پلازہ
041-8540064

گلستان کالونی
نزد عزیز فاطمہ ہسپتال
041-2004509

فیصل آباد میں
پانچ برانچز
الحمدللہ

جناح کالونی
گلبرگ روڈ
041-2642833

اصلی اور معیاری ادویات کی مکمل ورائٹی کے ساتھ آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے کھلی ہیں

مستند کمپنیوں کی گارنٹیڈ ادویات کی مکمل رینج

سول یا الائیڈ ہسپتال جانے کی ضرورت نہیں فیصل آباد کا سب سے بڑا میڈیکل سٹور اب آپ کے علاقہ میں آپ کی خدمت کے لیے

ادویات کو قبل از وقت خراب ہونے سے بچانے کے لیے طبی معیار کے عین مطابق ائیر کنڈیشنڈ اور محفوظ صحت بخش ماحول

بجلی کے شدید بحران میں 24 گھنٹے جنریٹر کی سہولت کے ساتھ صرف کیئر فارمیسی پر ممکن ہے

Head Office: 1-Saint Mary's Park, Gulberg III, Lahore